اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا مِصْبَاحٌ

ماہنامہ

مشکوٰۃ

قادیان

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت
کا ترجمان

دسمبر 2011ء | فتح 1390 ہش

جلسہ سالانہ قادیان 2011ء کی آمد کے پیش نظر مورخہ 15 دسمبر 2011ء کو قادیان دارالامان میں ذیلی تنظیمات کا مثالی وقارِ عمل منعقد ہوا۔ اس وقارِ عمل سے قبل مکرم ومحترم ناظر صاحب اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان مزارِ مبارک حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام پر اجتماعی دُعا کرواتے ہوئے۔ محترم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ بھارت ومحترم صدر صاحب مجلس انصار اللہ بھارت بھی ہمراہ ہیں۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سال 2011ء تا 2013ء دو سال کے لئے مکرم حافظ مخدوم شریف صاحب کو بحیثیت صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ اللہ کرے کہ یہ اعزاز موصوف کے لئے باعث برکت ہو اور مقبول خدماتِ سلسلہ بجالانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین (ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان)

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے سالانہ اجتماع 2011ء کے موقع پر مجلس خدام الاحمدیہ آسنور کے ایک خادم محمد یوسف پنڈت صاحب نے موٹر سائیکل پر سفر کر کے اجتماع میں شرکت کی۔ محترم ناظر صاحب اعلیٰ موصوف کو حوصلہ افزائی کا انعام دیتے ہوئے۔

سالانہ اجتماع 2011ء مجلس خدام الاحمدیہ سرکل گوالیار ایم پی کا ایک منظر

سالانہ اجتماع 2011ء مجلس خدام الاحمدیہ سرکل شولا پور مہاراشٹرا میں سامعین کا ایک منظر

سالانہ صوبائی اجتماع 2011ء مجلس خدام الاحمدیہ جھارکھنڈ کے موقع پر لی گئی ایک تصویر

سالانہ زونل اجتماع 2011ء مجلس خدام الاحمدیہ مرشد آباد بنگال کے موقع پر ورزشی مقابلہ جات کا ایک منظر

نحمدہٗ ونصلّی علیٰ رسولہ الکریم　　بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

ماہنامہ

مشکوٰۃ

قادیان

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

”قوموں کی اصلاح
نوجوانوں کی اصلاح کے
بغیر نہیں ہوسکتی“
(حضرت مصلح موعودؓ)

جلد30 ا فتح1390 ہش دسمبر2011ء شمارہ12

ضیاپاشیاں

☆ آیات القرآن	2
☆ انفاخ النبی ﷺ	3
☆ کلام الامام المہدی علیہ السلام	4
☆ ازافاضات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز	6
☆ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا مکتوب گرامی	7
☆ اداریہ	8
☆ نظم	9
☆ مخالفین احمدیت کے لٹریچر پر ہمارا تبصرہ قسط۔5	10
☆ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مہمان نوازی کا خلق	20
☆ قادیان۔۔۔میری بستی	23
☆ حضرت مصلح موعودؓ کے پاکیزہ اخلاق	32
☆ مولوی منیر احمد خان مرحوم کے حالاتِ زندگی	33
☆ فہرست ملکی مجلس عاملہ 12-2011ء	38
☆ ملکی رپورٹیں	39
☆ تعمیر مسجد فنڈ	40

القناعة كنز

نگران : محترم حافظ مخدوم شریف صاحب
صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ایڈیٹر
عطاء المجیب لون

نائبین
عطاء الٰہی احسن غوری، ڈاکٹر جاوید احمد

منیجر : رفیق احمد بیگ
مجلس ادارت : طاہر احمد بیگ، مبشر احمد خادم، سید عبدالہادی، مرید احمد ڈار، شمیم احمد غوری
انٹرنیٹ ایڈیشن و کمپوزنگ : سید اعجاز احمد آفتاب
ٹائٹل پیج : تسنیم احمد بٹ
دفتری امور : عبدالرب فاروقی۔مجاہد احمد سولیجہ انسپکٹر
مقام اشاعت : دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ای میل ایڈریس
mishkat_qadian@yahoo.com

انٹرنیٹ ایڈیشن
http://www.alislam.org/mishkat

سالانہ بدل اشتراک
اندرون ملک 180 روپے　بیرون ملک :50 امریکن $　یا متبادل کرنسی
قیمت فی پرچہ: 20 روپے

مضمون نگار حضرات کے افکار و خیالات سے رسالہ کا اتفاق ضروری نہیں ہے

Printed at Fazle Umar Printing Press Qadian and Issued from Office Majlis Khuddamul Ahmadiyya Qadian (Pb) by :
Munir Ahmad Hafizabadi M.A Printer & Publisher

آیات القرآن

قُلْ اَطِیْعُو اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْكٰفِرِیْنَ O (آل عمران:33)

ترجمہ: تو کہہ دے اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی۔ پس اگر وہ پھر جائیں تو یقیناً اللہ کافروں کو پسند نہیں کرتا۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا O (النساء:65)

ترجمہ: اور ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا مگر اس لئے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔ اور اگر اس وقت جب انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا وہ تیرے پاس حاضر ہوتے اور اللہ سے بخشش طلب کرتے اور رسول بھی ان کے لئے بخشش مانگتا تو وہ ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا پاتے۔

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَمَنْ تَوَلّٰی فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَیْهِمْ حَفِیْظًا O (النساء:81)

جو اس رسول کی پیروی کرے تو اُس نے اللہ کی پیروی کی اور جو پھر جائے تو ہم نے تجھے ان پر محافظ بنا کر نہیں بھیجا۔

وَاَطِیْعُوا اللّٰهَ وَرُسُوْلَهٗ وَلَا تَنَازَعُوْا فَتَفْشَلُوْا وَتَذْهَبَ رِیْحُكُمْ وَاصْبِرُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ O (الانفال:47)

ترجمہ: اور اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اور آپس میں مت جھگڑو ورنہ تم بزدل بن جاؤ گے اور تمہارا رعب جاتا رہے گا۔ اور صبر سے کام لو یقیناً اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

انفاخ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَمْرٍو السُّلَمِيِّ وَحَجَرِبْنِ حَجَرٍ قَالَا اَتَيْنَا الْعِرْبَاضَ بْنَ سَارِيَّةَوَهُوَ مِمَّنْ نَزَلَ فِيْهِ: وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ۔ فَسَلَّمْنَا وَقُلْنَااَتَيْنَاكَ زَائِرِيْنَ وَعَائِدِيْنَ وَمُقْتَبِسِيْنَ، فَقَالَ الْعِرْبَاضُ صَلَّى بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصُّبْحَ ذَاتَ يَوْمٍ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلَيْنَا فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيْغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ فَقَالَ قَائِلٌ يَارُسُوْلَ اللّٰهِ كَأَنَّ هٰذِهِ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَمَاذَا تَعْهَدُ اِلَيْنَا فَقَالَ اُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَاِنْ كَانَ عَبْدًا حَبَشِيًّا فَاِنَّهُ مَنْ يَّعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِىْ فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيْرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِىْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ تَمَسَّكُوْا بِهَا وَعَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِدِ وَاِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ فَاِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ۔ (ترمذی کتاب العلم باب الاخذ بالسُّنۃ، ابوداؤدکتاب السنۃ باب لزوم السنۃ)

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن عمرو سلمی اور حجر بن حجر بیان کرتے ہیں کہ وہ عرباض بن ساریہؓ کے پاس آئے یہ وہی عرباض ہیں جن کے بارہ میں یہ آیت نازل ہوئی کہ نہ ان لوگوں پر کوئی الزام ہے جو تیرے پاس سواری حاصل کرنے کے لئے آتے ہیں (تاکہ غزوہ میں شریک ہوسکیں) تو تُو ان کو جواب دیتا ہے کہ میرے پاس کوئی سواری نہیں ہے وہ یہ جواب سُن کر رنج وغم میں ڈوبے واپس جاتے ہیں انکی آنکھیں آنسو بہارہی ہوتی ہیں کہ افسوس ان کے پاس خرچ کرنے کے لئے کچھ نہیں۔ ہم نے انکی خدمت میں سلام عرض کیا اور کہا کہ ہم آپس میں ملنے اور کچھ استفادہ کرنے آئے ہیں اس پر عرباض نے فرمایا۔ ایک دن حضورؐ نے ہمیں صبح کی نماز پڑھائی پھر آپؐ نے بہت مؤثر فصیح و بلیغ انداز میں ہمیں وعظ فرمایا جس سے لوگوں کی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے اور دل ڈر گئے۔ حاضرین میں سے ایک نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! یہ تو الوداعی وعظ لگتا ہے آپکی نصیحت کیا ہے آپؐ نے فرمایا میری وصیت یہ ہے کہ اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، بات سنو اور اطاعت کرو خواہ تمہارا امیر ایک حبشی غلام ہو۔ کیونکہ ایسا زمانہ آنیوالا ہے کہ اگر تم میں سے کوئی میرے بعد زندہ رہا تو بہت بڑے اختلافات دیکھے گا پس تم ان نازک حالات میں میری اور میرے ہدایت یافتہ خلفاءِ راشدین کی سنت کی پیروی کرنا اور اسے پکڑ لینا۔ دانتوں سے مضبوط گرفت میں کر لینا۔ تمہیں دین میں نئی باتوں کی ایجاد سے بچنا ہوگا کیونکہ ہر نئی بات جو دین کے نام سے جاری ہو بدعت ہے اور بدعت نری گمراہی ہے۔

کلام الامام المهدی علیه السلام

بیعت اور توبہ: ''بیعت میں جاننا چاہئے کہ کیا فائدہ ہے اور کیوں اس کی ضرورت ہے؟ جب تک کسی شئے کا فائدہ اور قیمت معلوم نہ ہو، تو اسکی قدر آنکھوں کے اندر نہیں سماتی۔ جیسے گھر میں انسان کے کئی قسم کا مال و اسباب ہوتا ہے۔ مثلاً روپیہ، پیسہ، کوڑی، لکڑی وغیرہ۔ تو جس قسم کی جو شئے ہے اسی درجہ کی اس کی حفاظت کی جاوے گی۔ ایک کوڑی کی حفاظت کے لئے وہ سامان نہ کرے گا جو پیسہ اور روپیہ کے لئے اُسے کرنا پڑے گا اور لکڑی وغیرہ کو تو یونہی ایک کونہ میں ڈال دے گا۔ علیٰ ہذا القیاس جس کے تلف ہونے سے اس کا زیادہ نقصان ہے اسکی زیادہ حفاظت کرے گا۔ اسی طرح بیعت میں عظیم الشان بات توبہ ہے جس کے معنی رجوع کے ہیں۔ توبہ اس حالت کا نام ہے جو انسان اپنے معاصی سے جن سے اس کے تعلقات بڑھے ہوئے ہیں اور اُس نے اپنا وطن انہیں مقرر کر لیا ہوا ہے گویا کہ گناہ میں اُس نے بود و باش مقرر کر لی ہوئی ہے۔ اُس وطن کو چھوڑنا اور رجوع کے معنے پاکیزگی کو اختیار کرنا۔ اب وطن کو چھوڑنا بڑا گراں گزرتا ہے اور ہزاروں تکلیفیں ہوتی ہیں۔ ایک گھر جب انسان چھوڑتا ہے تو کس قدر اُسے تکلیف ہوتی ہے اور وطن کو چھوڑنے میں تو اُس کو سب یار دوستوں سے قطع تعلق کرنا پڑتا ہے اور سب چیزوں کو مثل چارپائی، فرش وہمسائے وہ گلیاں کوچے۔ بازار سب چھوڑ چھاڑ کر ایک نئے ملک میں جانا پڑتا ہے یعنی اُس (سابقہ) وطن میں کبھی نہیں آتا۔ اسکا نام توبہ ہے۔ معصیت کے دوست اور ہوتے ہیں اور تقویٰ کے دوست اور۔ اس تبدیلی کو صوفیاء نے موت کہا ہے۔ جو توبہ کرتا ہے، اُسے بڑا حرج اُٹھانا پڑتا ہے اور سچی توبہ کے وقت بڑے بڑے حرج اُس کے سامنے آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ رحیم وکریم ہے۔ وہ جب تک اُس کل کا نعم البدل عطا نہ فرماوے، نہیں مارتا۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ (البقرہ:223) میں یہی اشارہ ہے کہ وہ توبہ کر کے غریب، بیکس ہو جاتا ہے، اسلئے اللہ تعالیٰ اس سے محبت اور پیار کرتا ہے اور اُسے نیکوں کی جماعت میں داخل کرتا ہے۔ دوسری قومیں خدا کو رحیم وکریم خیال نہیں کرتیں۔ عیسائیوں نے خدا کو تو ظالم جانا اور بیٹے کو رحیم کہ باپ تو گناہ نہ بخشے اور بیٹا جان دیکر بخشوائے۔ بڑی بے وقوفی ہے کہ باپ بیٹے میں اتنا فرق ہو۔ والد مولود میں مناسبت اخلاق، عادات کی ہوا کرتی ہے۔ (مگر یہاں تو بالکل ندارد) اگر اللہ رحیم نہ ہوتا تو انسان کا ایک دم گذارہ نہ ہوتا جس نے انسان کے عمل سے پیشتر ہزاروں اشیاء اُس کے لئے مفید بنائیں، تو کیا یہ گمان ہو سکتا ہے کہ توبہ اور عمل کو قبول نہ کرے۔''

گناہ اور توبہ کی حقیقت: ''گناہ کی یہ حقیقت نہیں ہے کہ اللہ گناہ کو پیدا کرے اور پھر ہزاروں برس کے بعد گناہ کی معافی سوجھے۔ جیسے مکھی کے دو پر ہیں۔ ایک میں شفا اور دوسرے میں زہر اسی طرح انسان کے دو پر ہیں۔ ایک معاصی کا دوسرا انجالت، توبہ، پریشانی کا۔ یہ ایک قاعدہ ہے جیسے ایک شخص جب غلام کو سخت مارتا ہے تو پھر اُس کے بعد پچھتاتا ہے۔ گویا کہ دونوں پر اکٹھے حرکت کرتے ہیں۔ زہر کے ساتھ تریاق ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ زہر کیوں بنایا گیا؟ تو جواب یہ ہے کہ گو یہ زہر ہے، مگر کُشتہ کرنے سے حکم اکسیر کا رکھتا ہے۔ اگر گناہ نہ ہوتا تو رعونت کا زہر انسان میں بڑھ جاتا اور وہ ہلاک ہو جاتا۔ توبہ اس کی تلافی کرتی ہے۔ کبر اور عجب کی آفت سے گناہ انسانکو بچائے رکھتا ہے۔ جب نبی معصومؐ ستر بار استغفار کرے تو ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ گناہ سے توبہ وہی نہیں کرتا جو اس پر راضی ہو جاوے اور جو گناہ کو گناہ جانتا ہے، وہ آخر اُسے چھوڑے گا۔

حدیث میں آیا ہے کہ جب انسان بار بار رو رو کر اللہ سے بخشش چاہتا ہے تو آخر کار خدا کہہ دیتا ہے کہ ہم نے تجھ کو بخش دیا۔ اب تیرا جو جی چاہے سو کر۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ اس کے دل کو بدل دیا اور اب گناہ اُسے بالطبع بُرا معلوم ہوگا۔ جیسے بھیڑ کو میلا کھاتے دیکھ کر کوئی دوسرا حرص نہیں کرتا کہ وہ بھی کھاوے، اسی طرح وہ اِنسان بھی گناہ نہ کرے گا جسے خدا نے بخش دیا ہے۔ مسلمانوں کو خنزیر کے گوشت سے بالطبع کراہت ہے، حالانکہ اور دوسرے ہزاروں کام کرتے ہیں جو حرام اور منع ہیں۔ تو اس میں حکمت یہی ہے کہ ایک نمونہ کراہت کا رکھ دیا ہے اور سمجھا دیا ہے کہ اسی طرح انسان کو گناہ سے نفرت ہو جاوے۔'' (ملفوظات جلد اوّل صفحہ:2-3، ایڈیشن 2003ء)

❁❁❁❁❁

Love for All Hatred For None

H. Nayeema Waseem 09490016854
040-24440860
mta
Beauty Collection
Imp, Cosmetics & Immitation
Jewellary Leather & Fancy Bags,
School Bags & Belts, Voilets E.T.C

Waseem Ahmed 09346430904
040-24150854
mta
Masroor Hosiery Foot Wear
A Diesinger Fancy Footwear for
Ladies & Kids, Exclusive Hosiry.

K.P. Complex Under Ground Floor, Shop No. 1 & 1/A
Beside: Venkatada Theatre Lane.
Dilsukh Nagar, Hydrabad-60
A.P INDIA

Wholesale Dealer for: Melamine, Krockey, Ceramics.

ازافاضات سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

’’یہ قانون، یہ سختیاں، یہ ظلم مسیح موعود کی جماعت کی ترقی کو روک نہیں سکتے۔انجام کار فتوحات کے دروازے کھلنے کی اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہی خبر دی ہے۔اور متعدد بار اور مختلف پیرائیوں میں یہ خوشخبری دی ہے۔‘‘

’’ہم بیشک آج تھوڑے ہیں اور دنیا کی نظر میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ ہمارے پر طیش اُنہیں (مخالفین احمدیت کو۔ناقل) اس لئے نہیں آتا کہ ہم کوئی گناہ کر رہے ہیں یا بڑا جرم کر رہے ہیں، ہم کوئی قانون توڑ کر ملک کو نقصان پہنچا رہے ہیں، ہم قانون کی پابندی نہ کر کے لوگوں کے حقوق سلب کر رہے ہیں، ہم کسی قسم کی دہشت گردی کر رہے ہیں۔ ہمارے پر طیش اُنہیں اس لئے آ رہا ہے کہ ہم چونکہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و وفا کا رشتہ نبھا رہے ہیں۔ہم کیونکہ وطن کی محبت میں امن کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ہم اللہ کی مخلوق کے حقوق سلب اور پامال کیوں نہیں کر رہے۔ہم کیوں اُس دہشت گردی کا حصہ نہیں بنتے جس نے ملک میں ظلم و بربریت کا بازار گرم کیا ہوا ہے۔ پس ہمارا اُنہیں یہی جواب ہے کہ ہم اس زمانے کے امام، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق اور آپ کی پیشگوئیوں کے مطابق آنے والے مسیح موعود اور مہدی موعود کو ماننے والے ہیں۔جس نے دنیا میں آ کر اپنے آقا و مطاع کی سنت کو جاری کرتے ہوئے دنیا کو محبت، پیار، امن، آشتی اور صلح کے اسلوب سکھانے تھے۔ پس جب ہم اس امام الزمان کی بیعت میں آ کر یہ سب کچھ کر رہے ہیں تو اپنے آقا و سید حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کا حق ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ وہ نمونے قائم کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جو قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں نے کئے تھے۔ ہمیں یہ جرأت اور موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کھڑے ہونے کا حوصلہ اُس جری اللہ نے دیا ہے جسے اس زمانے میں اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ ہمیں اپنی زندگیوں سے زیادہ اپنے ایمان کی حفاظت کرنے کا حوصلہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اُس عاشقِ صادق نے دیا ہے جو ثریا سے زمین پر ایمان لے کر آیا ہے۔ پس ہم جب ہر قسم کی قربانیوں کے لئے تیار ہیں، اس بات کا صحیح ادراک رکھتے ہوئے تیار ہیں کہ ہم اُس امام کو ماننے والے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ 'جَرِیُ اللّٰہِ فِی حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ' (براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد نمبر 21 صفحہ:116) کہ رسولِ خدا ہے تمام نبیوں کے پیرائے میں۔ پھر براہین احمدیہ حصہ پنجم میں اس کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’اس وحی الٰہی کا مطلب یہ ہے کہ آدم سے لے کر اخیر تک جس قدر انبیاء علیہم السلام خدا تعالیٰ کی طرف سے دنیا میں آئے ہیں خواہ وہ اسرائیلی ہیں یا غیر اسرائیلی ان سب کے خاص واقعات یا خاص صفات میں سے اس عاجز کو کچھ حصہ دیا گیا ہے اور ایک بھی نبی ایسا نہیں گزرا جس کے خواص یا واقعات میں سے اس عاجز کو حصہ نہیں دیا گیا۔ ہر ایک نبی کی فطرت کا نقش میری فطرت میں ہے۔ اسی پر خدا نے مجھے اطلاع دی ہے۔‘‘ (براہین احمدیہ حصہ پنجم روحانی خزائن جلد نمبر 21 صفحہ:116)

نیز فرماتے ہیں:

’’پس یہ قانون، یہ سختیاں، یہ ظلم مسیح موعود کی جماعت کی ترقی کو روک نہیں سکتے۔انجام کار فتوحات کے دروازے کھلنے کی اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہی خبر دی ہے۔اور متعدد بار اور مختلف پیرائیوں میں یہ خوشخبری دی ہے۔ گو ایک دور میں سے گزرنا پڑ رہا ہے۔بعض جگہوں پر زیادہ سختی ہے اپنی کتاب آسمانی فیصلہ میں آپ فرماتے ہیں کہ:

’’خدا تعالیٰ نے مجھے مخاطب کر کے صاف لفظوں میں فرمایا کہ اَنَا الْفَتَّاحُ اَفْتَحُ لَكَ۔ تَرىٰ نَصْرًا عَجِیْبًا وَیَخِرُّوْنَ عَلَى الْمَسَاجِدِ۔ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا اِنَّا کُنَّا خَاطِئِیْنَ۔ یعنی میں فتاح ہوں۔ تجھے فتح دوں گا۔ ایک عجیب مدد تو دیکھے گا۔ اور منکر یعنی بعض اُن کے جن کی قسمت میں ہدایت مقدر ہے اپنے سجدہ گاہوں پر گریں گے یہ کہتے ہوئے کہ اے ہمارے رب ہمارے گناہ بخش، ہم خطا پر تھے۔‘‘ (آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد نمبر 4 صفحہ:342) (خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ 11 نومبر 2011ء بمقام مسجد بیت الفتوح لندن)

سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصر العزیز کا مکتوب گرامی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

لندن

مکرم ومحترم ممبران عاملہ مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

آپ کی طرف سے میری والدہ محترمہ حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ کی وفات پر افسوس سے پُر قرارداد تعزیت موصول ہوئی۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ کی بتائی ہوئی تعلیم کے مطابق ہم جانے والی اس پاک روح کی ہم سے جسمانی جدائی پر یہی کہتے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

آپ نے جس ہمدردی اور وفا اور اخلاص سے میرے اس غم پر مجھے تسلی دلائی ہے اس پر میں آپ کا شکرگزار ہوں۔ آئندہ بھی آپ مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں کہ تا زندگی میں میرے بھائی بہنیں اور نسلیں ان کی دعاؤں سے حصہ لیتی رہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا وارث بنتے ہوئے اس خونی رشتہ کا حق نبھانے والے ہوں، ان توقعات پر پورے اتریں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی اولاد اور جماعت سے کی ہیں۔

میری والدہ نے جس طرح ہماری تربیت، بھلائی اور جماعتی خدمت کے لئے اپنا حق ادا کرنے کی کوشش کی اللہ تعالیٰ کروٹ کروٹ ان کو اس کا اجرعظیم عطا فرمائے۔ انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ آمین۔

اپنی والدہ کی وفات کے بعد اس بات کا مزید عرفان حاصل ہوا کہ افراد جماعت اور خلیفۂ وقت ایک خاندان کے افراد ہیں بلکہ جسم کے اعضاء ہیں۔ جب ایک حصہ کو تکلیف پہنچتی ہے تو پورا جسم بے چین ہو جاتا ہے۔ آج مجھے آپ کی خلافت سے محبت نے اس بات پر مزید مضبوط کر دیا ہے کہ افراد جماعت خلیفۂ وقت کے لئے اپنے عزیزوں سے بڑھ کر فکر کے جذبات رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی آپ کے حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آپ کے غموں کو سینے سے لگا کر اپنے خدا سے آپ کے لئے ہمیشہ خیر مانگتا رہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی حفظ وامان میں رکھے۔ آمین

والسلام

خاکسار

(دستخط حضور انور)

خلیفۃ المسیح الخامس

ادا ریہ

تعیُّش اور اَنَا سے بالا تر

اسلام نے ایک مسلمان کو ایسی زندگی گزارنے کی طرف راہنمائی کی ہے جس میں کسی قسم کی اَنَا، تعیش پسندی، فخر ومباحات کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔ حضرت نبی اکرم ﷺ نے اپنی پوری زندگی قناعت اور سادگی میں گزاری۔ ایسا نہیں کہ آنحضرت ﷺ کی زندگی میں کوئی ایسا دور نہیں آیا جس میں آپ دنیاوی وجاہت کے ساتھ اپنی زندگی گزار سکتے تھے۔ فتحِ مکہ کے بعد آپ کو عرب کی بادشاہت حاصل ہوگئی تھی لیکن اس کے باوجود آپ نے اپنی زندگی نہایت سادگی کے ساتھ گزاری اور اپنے صحابہ کو بھی اسی قناعت اور سادگی کی تعلیم دیتے رہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے میرے کندھوں کو پکڑا اور فرمایا:

کُن فِی الدُّنیا کَاَنَّکَ غَرِیبٌ اَو عَابِرِی السَّبِیلِ (بخاری کتاب الرقاق باب قول النبی ﷺ کن فی الدنیا کانک غریب)

یعنی تو دنیا میں ایسا بن گویا تو پردیسی ہے یا راہ گزر مسافر ہے۔

زندگی کی مثال حضرت رسول اکرم ﷺ نے ایک راہ چلنے والے مسافر سے دی ہے۔ ایسی زندگی میں تکبر اور اَنَا کے ساتھ زندگی گزارنے اور تعیُّش کو اپنی زندگی کا حصہ بنانے سے کیا حاصل؟ حضرت نبی اکرم ﷺ کی تربیت کے نتیجہ میں ہی آپ ﷺ کے صحابہ بھی اپنی زندگی کو نہایت سادگی اور فروتنی کے ساتھ گزارتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب خلیفہ ہوئے اور اسلام نے عظیم ترقیات حاصل کیں۔ بڑی بڑی حکومتیں اسلام اور خلیفۃ المسلمین کے زیرِ نگین ہو گئیں تو اس دور میں حضرت عمرؓ کی سادگی کا کیا عالم تھا یہ اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ تاریخ میں آتا ہے کہ ایک مرتبہ عرب کے قریب کسی ملک سے ایک شخص مدینہ آیا یہ دیکھنے کے لئے کہ جس شخص کی قیادت میں اسلام کو اتنی عظیم فتوحات حاصل ہو گئیں وہ شخص کون ہے۔ یہ شخص بیان کرتا ہے کہ جب میں مدینہ کے قریب پہنچا تو جو تصور میں نے اس ہستی کا دماغ میں بٹھا رکھا تھا اُس طرح اس کو نہ پایا۔ مدینہ پہنچ کر یہ شخص حضرت عمرؓ کے بارے میں دریافت کرنے لگا۔ تو اس کو بتایا گیا کہ وہ کہیں باہر گئے ہیں۔ یہ شخص انتظار کرنے لگا اور سوچنے لگا کہ ابھی قافلہ آئے گا جس میں آگے پیچھے محافظ ہوں گے اور ان محافظوں کے بیچ میں خلیفۃ المسلمین ہوں گے اور پوری شان وشوکت کے ساتھ آئیں گے۔ کافی انتظار کے بعد جب اُس نے ایسا کچھ نہیں دیکھا تو خود ہی مدینہ سے باہر جا کر تلاش کرنے لگا۔ کسی سے پوچھا تو اُس نے کہا کہ امیر المؤمنین اُدھر اُس درخت کے نیچے آرام کر رہے ہیں۔ جب یہ شخص وہاں پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ حضرت عمرؓ نے اپنے بازو کو تکیہ بنایا ہوا ہے اور سکون کی نیند آرام کر رہے ہیں۔ اس کے دل میں یہ خیال آیا کہ دنیا کو فتح کرنے والا یہ کیسا انسان ہے کہ نہایت سادگی کے ساتھ اپنی زندگی گزار رہا ہے۔ اُس نے آپؓ کو جگایا اور کلمہ پڑھتے ہوئے کہا کہ آپ انصاف کرتے ہیں اس لئے آپ کو کسی فرد سے کوئی خوف نہیں۔

یہ تھی حضرت عمرؓ کی وہ شان وشوکت جس کے ساتھ وہ اپنی زندگی گزار رہے تھے اور دنیا کو فتح کر رہے تھے۔ عیش پرستی، تکبر ورعونت اور نخوت ومفاخرت کے ساتھ دور دور تک کوئی واسطہ نہیں۔ نہایت سادگی کے ساتھ اپنا زمانہ خلافت وحکومت گزارا۔ اللہ کے حقوق اور عوام الناس کے حقوق کی ادائیگی کو اپنا مطمع نظر بنایا نہ کہ دنیاوی وجاہت اور مفاخرت حاصل کرنے کو۔

حکومت اگر اسی سادگی اور انصاف کے ساتھ کی جائے تعیُّش اور اَنَا سے بالاتر ہو کر کی جائے تو دلوں پر ہوتی ہے اور دلوں پر کی جانے والی حکومت کو کبھی زوال نہیں آتا۔ پس اسلام میں حکمران اور رعایا دونوں کے لئے حضرت نبی اکرم ﷺ کی مذکورہ بالا حدیث مشعل راہ ہے۔ (عطاء المجیب لون)

شہیدِ حق کا معاندِ حق سے خطاب

(تنویر احمد ناصر، نائب مدیر ہفت روزہ بدر قادیان)

سُرخ چھینٹے در و دیوار پہ جو بکھرے ہیں
یہ مِرا خون نہیں رنگِ وفا ہے ناداں
جبر کے گھور اندھیروں سے گزر کر جانا
یہ مِرا خوف نہیں شوقِ لقاس ہے ناداں
سُرخ چھینٹوں سے ہے کچھ اپنا پرانا ناطہ
ہم نے ہر گام پہ سُرخی سے گواہی لکھی
سُرخ چھینٹوں نے قلم بن کے سرِ دار وصلیب
ہر مسیحا کی صداقت کی گواہی لکھی
ہم ہیں وہ لوگ جنہیں موت کا کچھ خوف نہیں
جان ہم اپنی ہتھیلی پہ لئے پھرتے ہیں
معرکہ کرب وبلا کا ہو یا مقتل یا صلیب
ہم تو ہر حال میں بس یادِ خدا کرتے ہیں
ماننے والے محمدؐ کے خدا کے ہیں ہم
دِل تو کیا چیز ہے ہم جاں بھی فدا کرتے ہیں
اپنی طاقت پہ نہ اتراؤ زمانے والو!
ہم تو بس اُس کے اشارے پہ نظر کرتے ہیں
میرے سینے میں ہے بس عشقِ محمدؐ کی تپن
تیرے سینے میں فقط بغض وعداوت کی جلن

باعث فخر ہے مجھ کو یہ حسینی چولہ
باعث ننگ ہیں تجھ کو یہ یزیدانہ چلن
حیف اُس ملک کی قسمت کہ جہاں امن نہیں
مندر و مسجد و گرجے بھی جہاں خوف میں ہیں
نسلِ انساں کے سبھی حق جہاں معدوم ہوئے
آدمی زاد تو کیا وحشی بھی جہاں خوف میں ہیں
اپنے مغرور خداؤں سے یہ پوچھو جا کر
اتنی جانوں کو تلف کر کے ہوا کیا حاصل
بخش دی تم کو خدا نے کوئی جنت یا پھر
بن گئے خنجر نخوت سے خود ہی کے قاتل
قوت و طاقت و کثرت کا یہ زعم باطل
اپنے ایمان کے جذبے سے ہی ہو زیرِ نگیں
کج کُلاہوں کی جبیں خاک میں جس دم ہوگی
آسماں دیکھے گا نظارہ گواہ ہوگی زمیں
نہ ملے گرچہ مرے قتل کا کوئی بھی سُراغ
سُرخ چھینٹے مرے ہونے کی گواہی دیں گے
کافر و ملحد و دجال سہی لاکھ مگر
سُرخ چھینٹے مرے ایماں کی گواہی دیں گے

مخالفین احمدیت کے لٹریچر پر ہمارا تبصرہ

قسط 5

شعبہ سماعت (toll free) نظارت دعوت الی اللہ قادیان

(مولانا غلام نبی نیاز)

تاریخ کی ورق گردانی کرنے سے اس بات کی رہنمائی ملتی ہے کہ 1834ء تک پورا ہندوستان (سوائے پنجاب اور سرحد کے) ایسٹ انڈیا کمپنی کے تسلّط میں آچکا تھا۔ پنجاب اور سرحد پر سکھوں کی حکمرانی تھی۔ کمپنی یعنی انگریزوں کی نظریں ابتداء سے ہی اس علاقہ پر ٹکی ہوئی تھیں۔ چنانچہ 29/مارچ 1849ء کو یہ علاقہ بھی انگریزوں کے قبضے میں آگیا۔ اور 1857ء تک ایسٹ انڈیا کمپنی کا کنٹرول پورے ہندوستان پر ہوگیا۔ سکھوں کا دور اقتدار مذکورہ علاقے یعنی پنجاب اور سرحد پر پورے پچاس سال رہا۔ یہ دور اس علاقے میں مسلمانوں کے لئے بہت زیادہ آزمائش اور تکلیف دہ دور سے یاد کیا جاتا ہے۔ حاکم مسلمان ہو یا غیر مسلم، اگر وہ اپنی رعایا کو آزادی ضمیر اور تحفظ حقوق انسانی کی ضمانت دیتا ہے تو تاریخ اُس کو سنہری حروف سے یاد کرتی ہے۔ بصورت دیگر سیاہ باب کے رنگ میں۔ بدقسمتی سے پچاس سالہ دور مسلمانوں کے لئے ناقابل برداشت دور تھا۔ مذہبی آزادی کا فقدان، انسانیت سوز حرکات کا سامنا، اذان پر قدغن، مسجدوں پر تالے اور اقتصادی بدحالی وغیرہ نے قوم مسلم کا مارل گرا کر رکھا تھا۔ تاریخ کے اوراق بھرے پڑے ہیں ادھر یہ حالت تھی اُدھر ایسٹ انڈیا کمپنی کا ہندوستانیوں کے ساتھ خصوصاً مسلمانوں کے ساتھ ناروا سلوک بھی باعث تشویش تھا۔ جس کا لازمی نتیجہ جو ہونا تھا وہ ہوگیا۔ چنانچہ 11/مئی 1857ء کو انگریز حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کی گئی۔ جیسا کہ اخبار زمیندار رقمطراز ہے:

’’ہندوؤں نے مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملا کر 1857ء میں انگریزی حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ چونکہ ایسٹ انڈیا کمپنی کے ملازم ہندوستانیوں کو انسان بھی نہیں سمجھتے تھے۔ اُن سے بدسلوکی سے پیش آتے تھے اِس لئے ہندوؤں کی تحریک جلد کامیاب ہوگئی اور آخری مغل بادشاہ ابو مظفر بہادر شاہ ظفر کا بغاوت کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا۔‘‘

(اخبار زمیندار پاکستان نمبر 13/اگست 1950ء)

مذکورہ بغاوت 19/ستمبر 1857ء کو ناکام ثابت ہوئی اس کے بعد ہندوستانیوں پر خصوصاً مصائب کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ مولانا فضل حق خیر آبادی لکھتے ہیں۔

19/ستمبر کے بعد ہندوستانیوں پر جو مصائب کے پہاڑ ٹوٹے اُس کی نظیر تاریخ میں مشکل سے ملے گی۔ یوں تو دہلی نے بہت سے ہنگامے دیکھے تھے۔ نادر شاہ دُرانی کا ایام عید الاضحیٰ میں قربانی کے جانوروں کی جگہ انسانوں کا ذبح اور شہر کی نالیوں میں پانی کے بجائے خون کی روانی دیکھی تھی.... مگر ایسے مظالم.....نہ آنکھوں نے دیکھے نہ کانوں نے سُنے نہ انسان کے دل میں کبھی اُن کا خطرہ بھی گذرا الامان والحفیظ۔

(الثورۃ الھندیہ یعنی باغی ہندوستان صفحہ: 143-144)

مِن حیث القوم مسلمانوں پر بہت زیادہ ظلم کیا گیا۔ اقتصادی بدحالی کا شکار مسلمان ہوا۔ تعلیمی لحاظ سے پسماندہ تھا ہی۔ جسکا لازمی نتیجہ ملازمتوں کا نہ ملنا ہوا اگرچہ برٹش حکومت کی پالیسی ہی ایسی بنی تھی کہ مسلمانوں کو بہت کم ملازمتوں کا چانس ملتا تھا۔ حوالہ مندرجہ ذیل سے بات بہت ہی عیاں ہوجاتی ہے:

’’مسلمان اب اسقدر گر گئے ہیں کہ اگر وہ سرکاری ملازمت پانے کی قابلیت بھی حاصل کر لیتے ہیں تب بھی انہیں سرکاری اعلانات کے ذریعہ خاص احتیاط کے ساتھ ممنوع کر دیا جاتا ہے اُن کی بے کسی کی طرف کوئی متوجہ نہیں ہوتا اور اعلیٰ حکام تو اُن کے وجود کو تسلیم کرنا ہی اپنی کسرِ شان سمجھتے ہیں۔‘‘

(مسلمانانِ ہند از ڈاکٹر ہنٹر صفحہ: 158)

انگریزوں نے چونکہ حکومت مسلمانوں سے چھینی تھی اس لئے اُن کے دل میں خدشہ کا لاحق ہونا ایک لازمی امر تھا کہ کہیں مسلمان پھر غالب نہ ہوں۔ لہذا ہر قسم کا ظُلم ان پر روا رکھا گیا۔ یہاں تک کہ پھانسیوں تک کی سزائیں دی گئیں گولیوں سے اُڑایا گیا۔ اور جائیدادیں ضبط کی گئیں۔ بلاشبہ یہ سزائیں دونوں قوموں یعنی مسلمانوں اور ہندوؤں کو بھی جھیلنی پڑیں لیکن مسلمان زیادہ شکار رہے۔ اُدھر ہندو قوم چالاک

بھی تھی اور سیاست دان بھی۔ انہوں نے انگریزوں کے ساتھ تعلقات بنانے کے لئے راستے ہموار کئے۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ انگریزی تعلیم سے بھی وہ آراستہ ہوئے۔ مسلمان آپسی چپقلشوں کی وجہ سے دَست بگریبان ہی رہے اور مولویوں کے منفی کردار نے قوم مسلم کو سخت اذیتناک حالات میں پہنچادیا۔ مولوی کے پاس سوائے کفر کے فتوؤں کے اور تھا ہی کیا؟ اسی حربے کا استعمال کر کے ایک دوسرے کو دشمنی کی اَتھاہ گہرائیوں میں دھکیل دیا بقول علامہ حالیؒ:

بڑھے جس سے نفرت وہ تحریر کرنی　　جگر جس سے شق ہوں وہ تقریر کرنی
گناہ گار بندوں کی تحقیر کرنی　　مسلمان بھائی کی تکفیر کرنی
یہ ہے عالموں کا ہمارے طریقہ　　یہ ہے ہادیوں کا ہمارے سلیقہ

غرض غدر کا دور مسلمان قوم کے لئے ہر لحاظ سے ناقابل برداشت اور بدحالی کا دور تھا۔ اس نازک حالت کو دیکھ کر عیسائی منادفوج درفوج بیرون ملک سے وارد ہندوستان ہوئے اور اُن کی تمام تر کوششیں ہندوستانیوں خصوصاً مسلمانوں کو عیسائیت میں داخل کرنے کی رہیں۔ جس کی رپورٹ گذشتہ اشاعتوں میں قارئین کرام نے ملاحظہ فرمائی ہوگی۔

1857ء کے بعد: انگریزوں نے اپنی پالیسی میں بدلاؤ کیا۔ تاریخ پڑھنے سے عیاں ہوجاتا ہے کہ اُن کی ہمدردیاں قوم ہنود سے رہیں جبکہ قوم مسلم کی حالت کو انگریز کی شاطرانہ پالیسی نے زبردست نقصان پہنچایا۔ کمزور وبیکس مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لئے پروگرام بنائے گئے اور حکومت نے پادریوں کی مکمل پشت پناہی کی چنانچہ سر ڈونلڈ میکلوڈ لفٹنٹ گورنر پنجاب نے ایک دفعہ یوں کہا:

''میں اپنے اس یقین کا بھی اظہار کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ہم سرزمین ہند میں اپنی سلطنت کا تحفظ چاہتے ہیں تو ہمیں انتہائی کوشش کرنا چاہئے کہ یہ ملک عیسائی ہو جائے۔'' (دی مشنز پنجاب اینڈ سندھ صفحہ:47)

پس یہ وہ پلان تھا جو انگریز اپنی سلطنت کو تحفظ دینے کے لئے ہندوستان میں روبہ عمل لا رہا تھا۔ بلاشبہ اُن کو بہت کامیابی بھی مل رہی تھی۔ لیکن قدرت کو یہ منظور نہ تھا۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام نے اُن کے خوابوں کو شرمندہ تعبیر نہیں ہونے دیا یہاں تک کہ بقول مولانا اشرف علی صاحب تھانوی ولایت تک انگریزوں کو واپس دھکیلا۔

1857ء کے ناگفتہ حالات کے بعد 1858ء کو برطانیہ کی ملکہ وکٹوریہ نے مملکت ہند کے انتظام وانصرام کو ایسٹ انڈیا کمپنی سے لے کر اپنے ہاتھ میں لے لیا اور لوگوں کی فلاح وبہبودی اور مذہبی آزادی کا اعلان کر دیا۔

ملکہ کی طرف سے اعلان

ملکہ برطانیہ کی طرف سے مذہبی آزادی کا اعلان یکم نومبر 1858ء کو الہ آباد میں ایک دربار منعقد کر کے یوں ہوا:

''ہم اعلان کرتے ہیں کہ ہمارا شاہانہ ارادہ اور ہماری خوشی یہ ہے کہ ہماری رعایا میں سے کسی شخص کو اس کے مذہبی عقیدہ اور رسوم کی بناء پر نہ تو کسی رعایت کا مستحق سمجھا جائے اور نہ تنگ کیا جائے اور نہ کسی کا سکون چھینا جائے بلکہ قانون کی نظر میں تمام لوگ مساوی طور غیر جانبدارانہ رنگ میں پوری حفاظت کے حقدار ہوں گے۔''

چنانچہ ملکہ کے اعلان کو علمائے کرام اور دانشورانِ قوم نے نظر استحسان سے دیکھا اور سب نے انگریزوں کے خلاف کسی بھی قسم کی کاروائی کو منع کیا اِدھر انگریز بھی یقیناً قومِ مسلم کی بہادری اور غیرت سے ضرور مرعوب نظر آتے تھے چنانچہ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے خلیفۃ المسلمین جناب سلطان عبدالمجید خان صاحب سے مسلمانان ہند کے نام اِس مضمون کا فرمان حاصل کیا کہ:

''مسلمانان ہند کو انگریزوں کے ساتھ صلح وآشتی کے ساتھ رہنا چاہئے کیونکہ انگریز اُن کے خلیفہ کے دوست ہیں۔'' (بحوالہ تاریخ اسلام مصنفہ مولوی سید امیر احمد صاحب بجنوری)

دانشورانِ قوم کا فیصلہ:

1857ء کی بغاوت کی ناکامی کے بعد انگریزوں نے ہندوستان پر زبردست کنٹرول قائم کیا۔ مسلمانوں کا شدید اور ناقابل تلافی نقصان ہوا مسلمانوں کو اقتدار سے محرومی کے ساتھ ساتھ اقتصادی بدحالی کا بھی سامنا رہا۔ ایسے حالات میں دانشوران قوم نے انگریز کے ساتھ اچھے تعلقات بنانے میں ہی اپنی خیر سمجھی اور یہی طریق مناسب وموزون بھی تھا۔ چنانچہ سرسید احمد خان اور دوسرے دانشوروں نے حد استطاعت میں اپنی کوششیں جاری رکھیں اور انگریزوں کو باور کراتے رہے کہ 1857ء کے حالات کے لئے ایسٹ انڈیا کمپنی کی غلطیاں بھی برابر کی ذمہ دار ہیں۔ آپ نے اپنی کتاب ''اسباب بغاوت ہند'' میں سب باتوں کو وضاحت سے بیان کیا ہے۔ چنانچہ کم وبیش بیس سال بعد انگریزوں کے خیالات میں مسلمانوں کے تئیں تبدیلی آنی شروع ہوئی۔ اسی طرح دوسرے مسلم دانشور اسی نتیجے پر پہنچے کہ

انگریز اب ہندوستان پر قابض ہو گیا ہے اور طاقتور بن چکا ہے۔ ہندو راجے مہاراجے اور مسلم نواب سب ان کی اطاعت قبول کر چکے ہیں تو پھر اب اِن کے خلاف تلوار اٹھانا اور جنگ کرنا نہ شریعت اجازت دیتی ہے اور نہ ہی مسلمان اِسکی استطاعت کے متحمل ہیں۔ چنانچہ ڈپٹی نذیر احمد صاحب دہلوی نے اِن الفاظ میں تلقین کی:

''آخر ہم ہندوؤں میں رہتے، اُن سے ملتے جلتے ہیں اور اُنکے ساتھ راہ و رسم رکھتے ہیں، تو انگریزوں کے ساتھ بدرجہ اولیٰ ہم کو دنیاوی ارتباط رکھنا چاہئے اور اِسی میں ہمارا فائدہ ہے کیونکہ دریا میں رہنا اور مگر مچھ سے بیر نبھ نہیں سکتا۔''

(مولوی نذیر احمد از ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی، صفحہ:386)

انجمن حمایت اسلام کے جملہ ممبران کا اعلان

عنایاتِ گورنمنٹ کے عوض میں ہمارا فرض ہے کہ ہم گورنمنٹ کے وفادار رعایا بنے رہیں اور مسلمانوں کو تو دہرا فائدہ ہے۔ رعایا ہونے کا حق علیحدہ اور ثواب کا ثواب کیونکہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں تعلیم دی اَطِیعُو اللّٰہَ وَاَطِیعُو الرَّسُولَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ۔ خدا ایسی سلطنت کو مدت تک ہمارے سر پر قائم رکھے جس کے سایۂ عاطفت میں اتنا آرام پایا اور ہمیشہ ہمکو اس کا تابعدار رکھے۔'' (اعلان مطبوعہ رپورٹ انجمن حمایت اسلام 1903ء)

وہ عنایات جس کا ذکر انجمن حمایت اسلام لاہور کے ممبران نے کیا ہے وہ تھی مذہبی آزادی اور تحفظ حقوقِ انسانی جسکا اعلان ملکہ نے کیا تھا چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی ایڈوکیٹ اہلحدیث اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں لکھتے ہیں:

''سلطان روم ایک اسلامی بادشاہ ہے۔ لیکن امن عام اور حُسنِ انتظام کے لحاظ سے (مذہب سے قطع نظر) برٹش گورنمنٹ بھی ہم مسلمانوں کے لئے کچھ کم فخر کا موجب نہیں ہے اور خاص کر گروہ اہلحدیث کے لئے تو یہ سلطنت بلحاظ امن و آزادی اس وقت کی تمام سلطنتوں (روم، ایران، خراسان) سے بڑھ کر فخر کا مقام ہے۔'' (جلد 6 صفحہ:292)

پھر اسی رسالہ کے صفحہ:293 پر لکھتے ہیں:

''اس امن و آزادی عام وحُسنِ انتظام برٹش گورنمنٹ کی نظر سے اہلحدیث ہند اس سلطنت کو از بس غنیمت سمجھتے ہیں اور اس گورنمنٹ کی رعایا ہونے کو اسلامی سلطنتوں کی رعایا ہونے سے بہتر جانتے ہیں اور جہاں کہیں وہ رہیں اور جائیں (عرب میں خواہ روم میں خواہ اور کہیں) کسی اور ریاست کا محکوم ہونا نہیں چاہتے۔'' (رسالہ اشاعۃ السنہ صفحہ:293)

گورنمنٹ انگریزی نعمت ہے

مولوی عبدالنور صاحب اہلحدیث نے کانفرنس دہلی کے خطبہ استقبالیہ میں یوں کہا:

''ہم اپنی گورنمنٹ کا شکریہ ادا کرنا فرض منصبی جانتے ہیں جس کی قانون آزادی سے ہم کو مذہبی آزادی نصیب ہوئی لیکن ہم نے اِس نعمت کی کوئی قدر نہ کی۔ جوں ہی ہم اس قسم کی مخالفتوں سے فارغ ہوئے تو آپس کی مخالفت میں پھنس گئے۔ ایک دوسرے کی تکفیر، تفسیق، تبدیع وغیرہ ہمارا شغل ہو رہا ہے جس سے جماعت اہلحدیث

M/S. ALLIA EARTH MOVERS
AEM
(EARTH MOVING CONTRACTOR)

Volvo-290, 210, L&T Komatsu PC-300, 200.
Tata Hitachi, Ex-200, Ex-70, JCB, Dozer etc.
On hire basis
KUSAMBI, SUNGRA, SALIPUR, CUTTACK - 754221
Tel. : 0671 - 2112266
Mob. : 9437078266 / 9437032266 / 9438332026 / 9437378063

®
BRB
OFFSET PRINTERS
AND
PUBLISHERS
BRB CENTRE, THAVAKKARA, KUNNUR - 17
Ph. : 2761010, 2761020

ٹکڑے ٹکڑے ہو رہی ہے۔'' (روئیداد اہلحدیث کانفرنس دہلی، صفحہ:5، بحوالہ وہابی مذہب کی حقیقت شائع کردہ مکتبہ نعیمیہ دہلی)

گورنمنٹ برطانیہ سایہ خدا

مولانا ظفر علی خان صاحب ایڈیٹر زمیندار لکھتے ہیں:

''زمیندار اور اُس کے ناظرین گورنمنٹ برطانیہ کو سایہ خدا سمجھتے ہیں اور اس کی عنایات شاہانہ اور انصاف خسروانہ کو اپنی دلی ارادت اور قلبی عقیدت کا کفیل سمجھتے ہوئے اپنے بادشاہ عالم پناہ کی پیشانی کے ایک قطرے کی بجائے اپنے جسم کا خون بہانے کے لئے تیار ہیں اور یہی حالت ہندوستان کے تمام مسلمانوں کی ہے۔''

(زمیندار 9 رنومبر 1911ء)

حضرت شاہ اسمٰعیل صاحب دہلوی:

کلکتہ میں جہاد کے موضوع پر تقریر کے دوران فرماتے ہیں:

''اُن پر (انگریزوں پر) جہاد کسی طرح واجب نہیں ہے۔ ایک تو اُن کی رعیت ہیں۔ دوسرے ہمارے مذہبی ارکان کے ادا کرنے میں وہ ذرا بھی دست اندازی نہیں کرتے ہمیں اُن کی حکومت میں ہر طرح کی آزادی ہے۔ بلکہ اگر اُن پر کوئی حملہ آور ہو تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اُس سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ پر آنچ نہ آنے دیں۔''

(مرزا حیرت دہلوی حیات طیبہ مطبع فاروقی دہلی صفحہ:292)

انگریزوں کی حکومت کو فوقیت حاصل ہے

مولانا شبلیؒ فرماتے ہیں:

''انگلش گورنمنٹ کی سب سے بڑی خصوصیت جو اس کو تمام دنیا کی سلطنتوں سے ممتاز کرتی ہے یہ ہے کہ اس نے رعایا کے تمام مختلف مذاہب کو آزادی دی ہے۔ اور اُن کے تمام معتقدات اور ارکان مذہبی کا اسطرح احترام کرتی ہے کہ کوئی شخص اپنے فرائض مذہبی کے بجالانے سے قاصر نہ رہے۔'' (مقالات شبلی جلد 8 صفحہ:33)

نیز لکھتے ہیں:

''انگریزی گورنمنٹ کو تمام گورنمنٹوں پر اسبارہ میں فوقیت حاصل ہے کہ اس نے رعایا کو تمام مذہبی امور میں آزادی دی ہے اور کسی مذہب کے اصول اور مسائل میں دست اندازی نہیں کرتی۔'' (مقالاتِ شبلی جلد 8 صفحہ:8)

انگریز سلطنت کے زیر سایہ رہنا باعث فخر

شعیان ہند کے مجتہد علامہ سید علی الحائری لکھتے ہیں:

''ہم کو ایسی سلطنت کے زیر سایہ ہونے کا فخر حاصل ہے جسکی حکومت میں انصاف پسندی اور مذہبی آزادی قانون پا چکی ہے۔ جس کی نظیر اور مثال دنیا کی کسی اور سلطنت میں نہیں مل سکتی... اس لئے نیابتاً تمام شعیوں کی طرف سے برٹش سلطنت کا صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتا ہوں اس ایثار کا جو وہ اہل اسلام کی تربیت میں بے دریغ مرعی رکھتی ہے۔ خاص کر کے ہمارا فرقہ جو تمام اسلامی سلطنتوں میں تیرہ سو برس کے ناقابل برداشت مظالم کے بعد آج اس انصاف پسند عادل سلطنت کے زیر حکومت اپنے تمام مذہبی فرائض اور مراسم تولّی وتبرّ ا کو بپابندی قانون اپنے اپنے محل وقوع میں ادا کرتے ہیں۔ اسلئے میں کہتا ہوں کہ ہر شعیہ کو اس احسان کے عوض میں (جو آزادی مذہب کی صورت میں انہیں حاصل ہے) صمیم قلب سے برٹش حکومت کا رہینِ احسان اور شکر گزار ہونا چاہئے اور اس کے لئے شرع بھی اُس کو مانع نہیں ہے۔ کیونکہ پیغمبر اسلام علیہ وآلہ السلام نے نوشیروان عادل کے عہد سلطنت میں ہونے کا ذکر مدح اور فخر کے رنگ میں بیان فرمادیا ہے۔'' (موعظہ تحریف قرآن اپریل 1922ء)

اقتدار غیر مسلم کے ہاتھ ہو تو اُنکی خیر خواہی لازم

مولوی حسین احمد صاحب مدنی جیسے سیاسی لیڈر فرماتے ہیں:

''اگر کسی ملک کا اقتدار اعلیٰ کسی غیر مسلم جماعت کے ہاتھ میں ہو لیکن مسلمان بھی بہر حال اس اقتدار میں شریک ہوں اور اُن کے مذہبی اور دینی شعائر کا احترام کیا جاتا ہو تو وہ ملک حضرت شاہ صاحب (حضرت شاہ عبد العزیز صاحب محدث قدس سرۃ - ناقل) کے نزدیک بلاشبہ دار الاسلام ہوگا کہ وہ اس ملک کو اپنا ملک سمجھ کر اس کے لئے ہر نوع کی خیر خواہی اور خیر اندیشی کا معاملہ کریں۔'' (نقش حیات جلد 2 صفحہ:11)

خدا کی مہربانی

شمس العلماء مولانا نذیر احمد صاحب دہلوی مترجم قرآن کریم نے فرمایا تھا:

''ہندوؤں کی عملداری میں مسلمانوں پر طرح طرح کی سختیاں رہیں اور مسلمانوں کی حکومت میں بعض ظالم بادشاہوں نے ہندوؤں کو ستایا۔ الغرض یہ بات خدا کی طرف سے فیصل شدہ ہے کہ سارے ہندوستان کی عافیت اس میں ہے کہ کوئی اجنبی حاکم اس پر مسلط رہے۔ جو نہ ہندو ہو نہ مسلمان ہی ہو کوئی سلاطین یورپ میں سے ہو۔ مگر خدا کی بے انتہا مہربانی اسکی متقضی ہوئی کہ انگریز بادشاہ ہوئے۔'' (مولانا کے لیکچروں کا مجموعہ باراوّل مطبوعہ 1890ء، صفحہ:504)

انگریزوں نے دارالعلوم ندوہ کے لئے زمین اور نقد رقم دی

اخبار پیسہ لاہور 30/مئی 1910ء کو لکھتا ہے:

''ہم مسلمانوں کو علی الخصوص واجب الاحترام علماء کو خاص طور پر لفٹنٹ گورنر عالی جناب سرجان ہیوٹ صاحب بہادر بالقابہ کا دلی احسان مندی کے ساتھ شکریہ ادا کرنا چاہئے جس کی خاص توجہ اور مہربانی سے ہمیں دارالعلوم ندوہ کے لئے ایک قطعہ زمین کا ملا۔ اور -/500 روپیہ کی گرانقدر امداد حاصل ہوئی۔'' میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اِن پیشوایان اسلام کی خدمت میں جو اطراف ہندوستان سے اس جلسے میں شرکت کے لئے تشریف لائے ہیں۔ یہ التماس کریں بلکہ اب یہ ہمارا فرض ہونا چاہئے کہ ہم اپنی ہر ایک ممکن مدد کو ملک میں امن قائم رکھنے کے لئے گورنمنٹ کی خدمت میں پیش کریں۔ ہمارے مقدس گروہ علما کا ایک یہ بھی فرض ہونا چاہئے کہ وہ اپنے وعظوں میں اہل اسلام کو برابر گورنمنٹ کے ساتھ ساتھ چلنے کی ہدایت فرماتے رہیں۔ میرا خیال ہے اگر ہم ایسا کریں گے تو ساتھ ساتھ اُن اسلامی احکامات کی تعمیل بھی کرینگے جن کو مجھ سے زیادہ جاننے اور بتانے والے بہت سے بزرگوار اس جلسہ میں شریک ہیں۔'' (پیسہ اخبار لاہور 30/مئی 1910ء)

مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی فرماتے ہیں:

''میں جب حقیقت میں سرکار کا فرماں بردار رہا ہوں تو جھوٹے الزام سے میرا بال بیکا نہ ہوگا اور اگر مارا بھی گیا تو سرکار مالک ہے اسے اختیار ہے۔ جو چاہے کرے۔''

(تذکرۃ الرشید یہ جلد اوّل صفحہ:80، الاعتصام 2/اکتوبر 1970ء صفحہ:7)

اہلحدیث فرقہ کی طرف سے اعلان

ہندوستان کے تمام طبقات رعایا سے صرف ایک یہی فرقہ اہل حدیث ہے جو اس سلطنت کے زیر سایہ رہنے کو بلحاظ اَمن وآزادی مذہبی اسلامی سلطنتوں کے زیر سایہ رہنے سے بہتر جانتا ہے کیونکہ اِس فرقہ کو بجز اس سلطنت کے کسی اور سلطنت میں، اسلامی کیوں نہ ہو پوری آزادی حاصل نہیں ہے۔'' (اشاعت السنہ جلد 9، نمبر 7 صفحہ:193 تا 194)

حکومت کے خیر خواہ

فرقہ اہلحدیث سے تعلق رکھنے والے مولوی بسم اللہ خان اپنے ''رسالہ دافع بہتان'' میں رقمطراز ہیں:

''ہم اِس سرکار (انگلشیہ) کے بڑے خیر خواہ ہیں کیونکہ اپنے شعائر مذہبی آزادی کے ساتھ ادا کرتے ہیں اور کسی طرح ہمارے دین و مذہب میں خلل نہیں۔'' (اعلان دافع بہتان صفحہ:9، بحوالہ وہابی مذہب کی حقیقت مکتبہ نعیمیہ دہلی 6، صفحہ:371)

سلطنت خدا کے حکم سے ہی ملتی ہے

آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس منعقدہ کلکتہ کے موقعہ پر مشہور مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری نے کہا:

جس کو سلطنت ملتی ہے خدا ہی کے حکم سے ملتی ہے اور جس سے چھینی جاتی ہے اُس کے حکم سے چھینی جاتی ہے چونکہ بفرمان قرآن شریف سلطنت کا ملنا خدا کے حکم سے ہے اسی لئے سلطنت کے برخلاف پوشیدہ سازشیں کرنے کو اسلام روکتا ہے۔'' (روئیداد اہلحدیث کانفرنس صفحہ:8، بحوالہ وہابی مذہب کی حقیقت صفحہ:370)

آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس میں برٹش گورنمنٹ کا وفادار رہنے کا عہد

30/دسمبر 1906ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کا پہلا اجلاس ہوا۔ یہ اجلاس بصدارت جناب نواب وقار الملک ہوا اس میں انہوں نے کہا:

''مسلمانان ہند کے دل میں برٹش گورنمنٹ کی نسبت وفادارانہ خیالات کو ترقی دینا اور گورنمنٹ کی کسی کاروائی کے متعلق اُن میں جو غلط فہمی پیدا ہوا اسے دور کرنا۔''

(مسلمانوں کا روشن مستقبل صفحہ:356)

انگریز اولوالامر ہے

شورش کشمیری نے بریلوی صاحبان کا خیال یوں لکھا ہے:

''انگریز کے اولوالامر ہونے کا فتویٰ دیا کہ ہندوستان دارالاسلام ہے۔'' (ہفت روزہ چٹان لاہور 15 اکتوبر 1962ء)

معروف قلم کار اور ادیب شمس العلماء مولوی نذیر احمد دہلوی قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

لا تفسدوافی الارض بعد اصلاحھا

پس ہم مسلمان تو مذہباً اطاعتِ حکام پر مجبور ہیں اور جو فعل موہم سرکشی ہو، ہمارے یہاں منہیات شرعیہ میں سے ہے۔

انگریزوں کے ہم مسلمانان ہند پر اتنے حقوق ہیں کہ وہ اہل کتاب ہیں اور ہم سے عہد امن رکھتے ہیں اور تیسری بات یہ کہ اُن کی حکومت، حکومت صالحہ ہے۔

انگریزوں کی حکومت اگر حکومتِ صالحہ نہ ہوتی، تاہم مُستامن ہونے کی حیثیت سے اُن کی خیر خواہی اور اطاعت ہمارا فرض اسلامی ہوتا۔ فکیف جبکہ امن آسائش اور

آزادی کے اعتبار سے ہمارے حق میں خدا کی رحمت ہے۔ اگر انگریز نہ آتے تو ہم کبھی کے کٹ مرے ہوتے۔'' (مولوی نذیر احمد از افتخار احمد صدیقی صفحہ:156)

دعا کی تاکید کہ انگریزوں کی حکومت قائم رہے

دارالعلوم دیوبند کے رسالہ ''دیوبند کی سیر اور اس کی مختصر تاریخ'' مطبوعہ یکم ستمبر 1917ء پرنٹنگ ورکس دہلی لکھتا ہے:

''ہر مومن مسلمان سے استدعا ہے کہ وہ گورنمنٹ عالیہ کے لئے جس کی عہد حکومت میں ہر فرد بشر نہایت عیش وآرام سے زندگی بسر کر رہا ہے اور اسکی عطا کردہ آزادی سے اسلامی چمنستان سرسبز و بارآور ہے ضرور دن رات اُٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے غرض ہر لحہ اور ہر ساعت میں دعا کریں۔ کہ اے خدا تو ہمیشہ ہمیش کے لئے (انگریز حکومت کو) مسند حکومت پر قائم رکھ۔''

ندوہ العلوم کا کام حکومت کی وفاداری

آنریبل لفٹنٹ گورنر (سرجان ہرسکاٹ ہیوٹ) ممالک متحدہ آگرہ واودھ نے دارالعلوم ندوہ کا سنگ بنیاد 28/نومبر 1908ء کو رکھا تو رسالہ الندوہ نے اس موقعہ پر لکھا:

''ندوہ اگرچہ پالیٹکس سے بالکل الگ ہے لیکن چونکہ اس کا اصلی مقصد روشن خیال علماء کا پیدا کرنا ہے اور اس قسم کے علماء کا ضروری فرض یہ بھی ہے کہ گورنمنٹ کی برکات حکومت سے واقف ہوں اور ملک میں وفاداری کے خیالات پھیلائیں۔

(رسالہ الندوہ صفحہ:1 جولائی 1908ء)

جہاد کا جواز نہیں

قارئین حضرات! دانشوران قوم اور علماء کرام کی آراء خیالات، نظریات اور ارشاداتِ مذکورہ بالا کے پیش نظر یہ امر واضح ہے کہ کسی بھی حکومت کے خلاف آزادی فکر ومذہب کے ہوتے ہوئے جہاد کرنا جائز نہیں ہے۔ ایسی حکومت چاہے مسلمانوں کی ہو یا غیر مسلموں کی، وہ ''اولی الامر'' کے زمرہ میں داخل ہے۔ لہذا حسبِ ارشاد باری تعالیٰ اطاعت واجب ہے۔ چنانچہ مندرجہ ذیل علمائے کرام کے فتوے بغرض مطالعہ وملاحظہ درج قرطاس ہیں۔

مولانا شاہ اسماعیل دہلوی

جب اِن سے پوچھا گیا کہ آپ انگریزوں کے خلاف جہاد کا فتویٰ کیوں نہیں دیتے۔ آپ نے جواباً کہا:

''اُن پر جہاد کسی طرح واجب نہیں ہے، ایک تو اُن کی رعیت ہیں۔ دوسرے ہمارے مذہبی ارکان کے ادا کرنے میں وہ ذرا بھی دست اندازی نہیں کرتے۔ ہمیں اُن کی حکومت میں ہر طرح کی آزادی ہے۔ بلکہ اگر اُن پر کوئی حملہ آور ہو تو مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ پر آنچ نہ آنے دیں۔'' (حیات طیبہ مطبع فاروقی دہلی صفحہ:294 از مرزا حیرت دہلوی)

مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی لکھتے ہیں:

''ہم پہلے بھی کہہ چکے ہیں اور اب بھی پھر کہتے ہیں کہ مولانا اسمٰعیل شہید کا جہاد سکھوں سے تھا جو مسلمانوں کے مذہب سے تعرض کرتے تھے، نہ انگریزوں سے جن کو کسی مذہب سے تعرض نہیں ہے۔ بلکہ انگریزوں سے جہاد کرنے کو وہ برملا ناجائز کہتے تھے۔'' (اشاعۃ السنہ، جلد 9 شمارہ 2، صفحہ:29)

بٹالوی صاحب لکھتے ہیں:

''جس شہر یا ملک میں مسلمانوں کو مذہبی فرائض ادا کرنے کی آزادی حاصل ہو۔ وہ شہر یا ملک دارالحرب نہیں کہلاتا۔ پھر اگر وہ دراصل مسلمانوں کا ملک یا شہر ہو۔ اقوامِ غیر نے اس پر تغلب سے تسلط پالیا ہو، (جیسا کہ ملک ہندوستان ہے) تو جب تک اس میں اَدائے شعائر اسلام کی آزادی رہے، وہ بحکم حالت قدیم دارالاسلام کہلاتا ہے۔'' (الاقتصاد فی مسائل الجہاد وکٹوریہ پریس صفحہ:19)

اسی کتاب کے صفحہ 25 پر لکھتے ہیں:

''اس مسئلہ اور اس کے دلائل سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ ملک ہندوستان باوجود یہ کہ عیسائی سلطنت کے قبضہ میں ہے دارالاسلام ہے۔ اس پر کسی بادشاہ کو عرب کا ہو خواہ عجم کا، مہدی سوڈان ہو یا خود حضرت سلطان (ترکی کا بادشاہ) شاہ ایران ہو، خواہ امیر خراسان، مذہبی لڑائی وچڑھائی کرنا جائز نہیں ہے۔'' (الاقتصاد، صفحہ:25)

امام احمد رضا صاحب بریلوی فرماتے ہیں:

''مفلس پر اعانتِ مال نہیں، بے دست وپا پر اعانتِ اعمال نہیں لہذا مسلمانان ہند پر حکم جہاد وقتال نہیں۔''

(بحوالہ دوام العیش مکتبہ رضویہ لاہور صفحہ:46، مولانا احمد رضا صاحب بریلوی)

نیز فرمایا:

''رہا جہاد سنانی (نیزے اور ہتھیاروں سے جہاد) ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ بہ نصوصِ قرآن عظیم ہم مسلمانان ہند کو جہاد برپا کرنے کا حکم نہیں اور اس کا واجب

بتانے والا مسلمانوں کا بدخواہ مبین۔''

(رسائل رضویہ مکتبہ حامدیہ لاہور صفحہ: 208، جلد 2)

دارالعلوم ندوہ کا خیال: ''مذہبی رواداری حکومت انگریزی کا خاصہ ہے۔۔۔۔اُن پیدا ہونے والے علماء کے ذریعہ (یعنی دارالعلوم میں پیدا ہونے والے علماء کے ذریعہ) وہ (مسلمان) حکومت کی اطاعت اور فرمانبرداری میں زیادہ ہو جائیں گے''

(الندوہ برائے دسمبر 1908ء صفحہ 4 تا 7)

شیعہ مجتہد علی الحائری کا ارشاد: ''ہم کو ایسی سلطنت کے زیرِ سایہ ہونے کا فخر حاصل ہے کہ جس کی حکومت میں انصاف پسندی اور مذہبی آزادی قانون قرار پا چکی ہے۔ جس کی نظر اور مثال دنیا کی اور سلطنت میں نہیں مل سکتی۔ اس لئے میں کہتا ہوں کہ شیعہ کو اس احسان کے عوض صمیمِ قلب سے برٹش گورنمنٹ کا احسان مند اور شکر گزار رہنا چاہئے۔''

(موعظہ تحریف قُرآن بابت اپریل 1923 صفحہ 68-67)

سرسید احمد خان مرحوم فرماتے ہیں: ''مسلمان گورنمنٹ کے مستامن تھے کسی طرح گورنمنٹ کی عملداری میں جہاد نہیں کر سکتے تھے۔'' (اسبابِ بغاوت ہند)

میاں نذیر حسین صاحب دہلوی فرماتے ہیں

میاں صاحب کے فتوؤں کا مجموعہ ''فتاویٰ نذیریہ'' کی کتاب الامارۃ والجہاد میں ایک یہ سوال ہے:

''کہ جہاد فرض عین ہے یا فرض کفایہ؟'' میاں صاحب نے فرمایا جہاد فرض کفایہ ہے۔ مگر جہاد کی شرطیں ہیں۔ جب تک وہ نہ پائی جائیں گی جہاد نہ ہوگا۔''

پس جب یہ بات بیان ہو چکی تو میں کہتا ہوں کہ اس زمانے میں ان چار شرطوں میں سے کوئی شرط موجود نہیں تو کیونکر جہاد ہوگا ہرگز نہیں۔''

''علاوہ بریں ہم لوگ مُعاہد ہیں۔ سرکار سے عہد کیا ہوا ہے پھر کیوں کر عہد کے خلاف کر سکتے ہیں؟ عہد شکنی کی بہت مذمت حدیث میں آئی ہے۔ (پندرہ روزہ تقاضے لاہور 1857ء کا جہاد نمبر بحوالہ فتاویٰ نذیریہ مطبوعہ لاہور جلد 3 صفحہ: 264)

ایک سائل نے سوال کیا ہندوستان میں جہاد جائز ہے یا نہیں۔ میاں صاحب نے جواب دیا۔

''ہندوستان میں شوکت وقوت اور قدرت سلاح وآلات مفقود ہیں اور ایمان و پیمان یہاں موجود ہے۔ پس جبکہ شرط جہاد کی اس دیار میں معدوم ہوئی تو جہاد کرنا یہاں سب ہلاکت اور معصیت ہوگا۔''

(پندرہ روزہ تقاضے بحوالہ فتاویٰ نذیریہ، جلد 3 صفحہ: 284-285)

مولوی ابوالاعلیٰ صاحب مودودی کا کہنا

''ہندوستان اُس وقت بلاشبہ دارالحرب تھا جب انگریزی حکومت یہاں اسلامی سلطنت کو مٹانے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس وقت مسلمانوں پر فرض تھا کہ یا تو اسلامی سلطنت کی حفاظت کے لئے جانیں لڑاتے یا اس میں ناکام ہونے کے بعد یہاں سے ہجرت کر جاتے۔ لیکن وہ مغلوب ہو گئے اور انگریزی حکومت قائم ہو چکی اور مسلمانوں نے اپنے پرسنل لا (یعنی مذہبی قوانین) پر عمل کرنے کی آزادی کے ساتھ یہاں رہنا قبول کر لیا تو اب یہ ملک دارالحرب نہیں۔'' (سود حصہ اوّل حاشیہ صفحہ: 77-78، شائع کردہ مکتبہ جماعت اسلامی لاہور طبع اوّل)

ملکہ کی تاجپوشی کے وقت

مولانا ابوالکلام آزاد

مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم نے ملکہ کے تاجپوشی کے وقت یوں مبارک بادی دی:

ہوئی لندن میں از فضل الٰہی   نہایت شان سے جب تاجپوشی
کہا آزاد نے بڑھ کر ادب سے   مبارک شاہ کو اب تاجپوشی

(ارمغانِ آزاد صفحہ: 75)

مولانا حالی نے یوں اظہار کیا:

حکومت نے آزادیاں تم کو دی ہیں   ترقی کی راہیں سراسر کھلی ہیں
صدائیں یہ ہر سمت سے آرہی ہیں   کہ راجہ سے پرجا تلک سب سُکھی ہیں
تسلط ہے ملکوں میں امن وامان کا   نہیں بند رستہ کسی کارواں کا
نمازیں خوشی سے پڑھو معبدوں میں   اذانیں دھڑلے سے دو مسجدوں میں

(مسدس حالی)

علامہ سر محمد اقبال نے یوں فرمایا:

ہمائے اوج سعادت ہو آشکار اپنا   کہ تاج پوش ہوا آج تاجدار اپنا
اُسی سے عہد وفا ہندیوں نے باندھا ہے   اُسی کے خاک قدم پر ہے دل نثار اپنا
جب تک نسیم صبح عنادل کو راس ہے   جب تک کلی کو قطرہ شبنم کی پیاس ہے
قائم رہے حکومت آئین اسی طرح   دبتا رہے چکور سے شاہین اسی طرح

علامہ اقبال نے بھی حکومت برطانیہ کی بہت زیادہ مدح سرائی کی ہے۔ مندرجہ بالا

اشعار کے علاوہ یوں بھی کہا ہے:

اے تاجدار خطہ جنت نشان ہند　　روشن تجلیوں سے تری خاوران ہند
محکم ترے قلم سے نظام جہان ہند　　تیغ جگر شگاف تری پاسبان ہند
ہنگامہ وغا میں میرا سر قبول ہو　　اہل وفا کی نظر محقر قبول ہو

مولانا ظفر علی خان نے اپنی پوری عمر انگریزوں کی تعریف میں گذاری ہے وہ لکھتے ہیں:

سنا ہے نام جمشید و سکندر کا فسانوں میں
مگر رکھا ہی کیا ہے ان پرانی داستانوں میں
چمکتا چاند ہے جس طرح جھرمٹ کے ستاروں میں
یوں ہی ہم کو نظر آتے ہو تم صاحبقرانوں میں
نظر آئی تری ظِل الٰہی کی شان دونوں کو
برہمن کو صنم خانے میں مسلم کو اذانوں میں
سلامت قیصرہ کو اور قیصر کو خدا رکھے
یہی اک نغمہ جان پرور ہے سب قومی ترانوں میں
ہمارے واسطے کم کیا یہی انعامِ عزت ہے
کہ داخل ہو گئے قیصر کے ہم بھی مدح خوانوں میں

جشن جوبلی کے موقعہ پر

1886ء کو ملکہ وکٹوریہ کی حکومت کا جشن گولڈن جوبلی (پنجاہ سالہ) منایا گیا۔ چنانچہ کئی مسلمان دانشوروں نے اس موقع پر سپاسنامے اور ہدیہ تبریک پیش کئے اس وقت برصغیر کے شہرہ آفاق مسلمان شاعر اکبر الہ آبادی کے قصیدہ مبارکباد کے چند اشعار ہدیہ قارئین ہیں:

خلوص و صدق دل سے ہے دعا ہندو مسلمان کی
کہ یارب جب تلک یہ گردش گردوں گردان ہے
فروغ مہرومہ سے جب تلک ہے زینت عالم
نشاطہ انگیز جب تک انتظام باد و باراں ہے
ہماری حضرت قیصر رہیں اقبال وصحت سے
کہ جن کا آفتاب عدل اس کشور پہ تاباں ہے

(کلیات اکبر حصہ اوّل صفحہ:74-75)

ملکہ کی وفات پر

ملکہ وکٹوریہ کا انتقال 22رجنوری 1901ء کو عید الفطر کی شام کو ہوا۔ اُس موقع پر مسلم دانشوروں نے یوں اظہار ماتم کیا۔ چنانچہ شاعر علامہ الطاف حسین حالی نے اپنے مرثیہ میں یوں کہا:

ہے تیری نیکی سے امیداے زمین کے بادشا　　آسمانی بادشاہت میں خدا دے تجھ کو جا
کر لئے تھے سب یگانوں اور بے گانوں کے دل　　نیکیوں سے تونے اپنی فتح اے وکٹوریا
جس قدر علمی فتوحات اس زمانے میں ہوئیں　　دہر کی تاریخ میں نہیں ملتا اُن کا پتا
تو مبارک تھی کہ تجھ کو صلح تھی دل سے پسند　　دے گا فرزندی کا اب اپنی خدا خلعت تجھے
برکتیں دنیا میں پھیلیں تیرے دم سے جس طرح　　بس یوں ہی کنج لحد میں دے خدا برکت تجھے

(واقعات دار الحکومت دہلی حصہ اوّل صفحہ: 781، مصنفہ بشیر الدین احمد دہلوی مطبع شمس متین پریس آگرہ 1919ء)

علامہ اقبال یوں مرثیہ کناں ہوئے

شاعر مشرق علامہ ڈاکٹر سر محمد اقبال نے لاہور میں منعقد ماتمی جلسہ میں ایک سو دس اشعار پر مشتمل مرثیہ پڑھا۔ آپکا ہر شعر ملکہ کی عظمت اور جلالت مرتبت کے ساتھ ساتھ غم واندوہ میں ڈوبا ہوا ہے۔ کچھ اشعار پیش ہیں:

آئی ادھر نشاطہ اُدھر غم بھی آ گیا　　کل عید تھی تو آج محرم بھی آ گیا
اقلیم دل کی آہ شہنشاہ چل بسی　　ماتم کدہ بنا ہے دل داغدار آج
تو جس کی تخت گاہ تھی اے تخت گاہ دل　　رخصت ہوئی جہاں سے وہ تاجدار آج
اے ہند تیری چاہنے والی گذر گئی　　غم میں ترے کراہنے والی گذر گئی
اے ہند تیرے سر سے اٹھا سایۂ خدا　　اک غمگسار تیرے مکینوں کی تھی گئی

(باقیات اقبال مرتبہ محمد عبداللہ صاحب قریشی) ناشر آئینہ ادب چوک منارانارکلی لاہور)

انجمن حمایت اسلام

انجمن حمایت اسلام کے سالانہ اجلاس میں ملکہ کی جلالت، عظمت اور توصیف میں جو نظم پڑھی گئی اُس کا ایک شعر ہدیہ قارئین کرام کیا جاتا ہے۔ لکھا ہے:

سایہ حق اُن پہ تھا خود ظِل سبحانی تھیں یہ
سارے عالم میں بڑی یکتا مہارانی تھیں یہ

(اجلاس منعقدہ اکتوبر 1903ء بمقام امرتسر پنجاب)

الغرض ہندوستان میں بسنے والے ہر مکتب فکر سے تعلق رکھنے والے مسلم دانشوروں،

علماء کرام مفکرین یہاں تک کہ مشہور اور قومی شعرائے کرام بھی حکومت انگلشیہ کی تعریف وتوصیف کرنے میں رطب اللسان نظر آتے ہیں۔ اور اس دوڑ میں ہر کوئی سبقت لینے کا خواہاں نظر آتا ہے۔ کہیں اس حکومت کو ''سایہ خدا'' کہا گیا۔ اولوالامر سے تعبیر کیا گیا۔ کہیں صالح لوگوں کی حکومت کہا گیا۔ ملکہ وکٹوریہ کو مادر مہربان اور ظل سبحانی سے یاد کیا گیا۔ ایسے دانشوروں اور علماء کی فہرست بہت طویل ہے۔ لیکن ایسے احباب کو نہ انگریز کا ایجنٹ کہا گیا نہ خوشامدی اور نہ ہی خودکاشتہ پودا کہا گیا ہے۔ بایں وصف ایسے سب مفکرین ومدبرین انگریز کے خلاف جہاد کو ممنوع قرار دیتے نظر آئینگے اور برملا حضرت مولانا سید اسمٰعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کی طرح کہتے رہے:

''ایسی بے رُو وریا اور غیر متعصب سرکار کے خلاف کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہیں۔'' (سوانح احمدی صفحہ:57)

کیوں جائز نہیں؟

حضرت سید احمد صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ مجدد تیرھویں صدی کا ارشاد ہے:

''سرکار انگریزی گو منکر اسلام ہے مگر مسلمانوں پر کچھ ظلم وتعدی نہیں کرتی ہے۔ اور نہ اُن کو فرض مذہبی اور عبادت لازمی سے روکتی ہے۔ پھر ہم سرکار انگریزی پر کس سبب سے جہاد کریں اور خلاف اصول مذہب طرفین کا خون بلا سبب گرادیں۔'' نیز فرمایا:

''ہمارا اصل کام اشاعت توحید الٰہی اور احیائے سنن سید المرسلین ہے سو ہم بلا روک و ٹوک اس ملک میں کرتے ہیں۔ پھر ہم سرکار انگریزی پر کس سبب سے جہاد کریں۔''
(سوانح احمدی صفحہ:171-170، از مولوی جعفر تھانیسری)

دعوت فکر

واضح رہے کہ حضرت سید احمد صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت 1201ھ مطابق 1886ء کو رائے بریلی میں ہوئی اور 24 ذی قعدہ 1346ھ بمطابق 1831ء کو آپ بالاکوٹ حال پاکستان میں سکھوں کے ساتھ معرکہ آرائی میں شہید ہوئے آپ کے ساتھ ہی مولانا محمد اسمٰعیل صاحب آپ کے خلیفہ بھی وہیں شہادت سے سرفراز ہوئے اناللہ وانا الیہ راجعون۔ دونوں بزرگان کا فتویٰ دربارہ جہاد قارئین کرام نے ملاحظہ کرلیا ہوگا۔ جس کا خلاصہ اور مدعا یہی بنتا ہے کہ انگریزی حکومت کے ساتھ جہاد کرنے کا کوئی جواز ہی نہیں ہے۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود کی ولادت

بانی جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام کی ولادت 1835ء کی ہے۔ گویا آپ حضرت سید احمد صاحب بریلویؒ کی وفات کے چار سال بعد پیدا ہوئے ہیں۔ جہاد کی حرمت اور عدم جواز کا فتویٰ مذکورہ بزرگان پہلے ہی دے چکے تھے اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہم عصر علماء کرام ومدبرین امت کے فتاویٰ اور نظریات بھی ناظرین نے ملاحظہ کئے ہوں گے۔ عجیب انصاف ہے کہ صرف آپؑ کی ذات کو مورد الزام بنایا جاتا ہے جب کہ آپ مامور ربانی کی حیثیت سے اور حکم وعدل بن کر مبعوث ہوئے تھے۔ آپ کا ہر قول اور فعل ان معاملات میں شریعت غرّاء کے تابع تھا اور ہے اور جب تک دنیا قائم ہے انہیں اصولوں پر مسلمانوں کو طوعاً وکرھاً عمل کرنا ہوگا بصورتِ دیگر ناکامی کا سامنا رہے گا۔ آپ فرماتے ہیں:

''اس زمانہ میں جہاد روحانی صورت سے رنگ پکڑ گیا ہے اور اس زمانہ کا جہاد یہی ہے کہ اعلائے کلمہ اسلام میں کوشش کریں۔ مخالفوں کے الزامات کا جواب

Prop. S. A. Quader
Ph. : (06784) 230088, 250853 (O)
252420 (R)
JYOTI
SAW MILL
Saw Mill Owner
&
Forest Contractor
Kuansh, Bhadrak, Orissa

دیں۔ دین اسلام کی خوبیاں دنیا میں پھیلائیں یہی جہاد ہے جب تک خداکوئی دوسری صورت دنیا میں ظاہر کردے۔'' (مکتوب حضرت مسیح موعودؑ بنام میر ناصر نواب صاحب مندرجہ رسالہ درود شریف مولفہ مولانا محمد اسماعیل صاحب فاضل)

آپ نے جہاد کو منسوخ نہیں کیا بلکہ تقاضائے وقت کے تحت عمل کرنے کا ارشاد فرمایا جیسا کہ سابق شماروں میں آپ حضرات نے مطالعہ کیا ہے۔آپ فرماتے ہیں:

فرما چکے ہیں سید کونین مصطفیٰؐ عیسی مسیح جنگوں کا کر دے گا التواء

اس شعراور مذکورہ بالا اقتباس سے یہ بات عیاں ہے کہ آپ نے کبھی بھی جہاد بالسیف کومنسوخ یا حرام نہیں قرار دیا بلکہ حسب شرائط و حالات عمل کرنے کا ارشادفرمایا ہے۔ کیونکہ جہاد کا لفظ جہد سے مشتق ہے جس کے معنے کوشش کرنے کے ہیں مجازاً دینی لڑائیوں کے لئے بھی بولا گیا۔کوشش مختلف نوعیت پر مشتمل ہے۔

(جاری۔۔۔)

تصحیح

مشکوہ نومبر 2011ء کے شمار میں کمپوزنگ کی چند غلطیاں درست ہونے سے رہ گئی ہیں قارئین درج ذیل تفصیل کے مطابق درستی کرلیں:

صفحہ	غلط	صحیح
9	کٹھم کان	کٹھن کام
10	اس میں تبلیغ کے اثرات	اس تبلیغ کے اثرات
12	مسمانوں	مسلمانوں
13	انگریزی خودکاشتہ پودا	انگریز کا خودکاشتہ پودا
15	مادرمہربان کو	مادرمہربان کی
16	پڑے ہوئے	پڑھے ہوئے

JMB Rice mill Pvt. Ltd.
At. Tisalpur, P.O. Rahanja, Bhadrak, Pin-756111
Ph. : 06784 - 250853 (O), 250420 (R)

''انسان کی ایک ایسی فطرت ہے کہ وہ خدا کی محبت اپنے اندر مخفی رکھتی ہے پس جب وہ محبت تزکیہ نفس سے بہت صاف ہو جاتی ہے اور مجاہدات کا صیقل اس کی کدورت کو دور کر دیتا ہے تو وہ محبت خدا کے نور کا پرتو حاصل کرنے کے لئے ایک مصفا آئینہ کا حکم رکھتی ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو جب مصفا آئینہ آفتاب کے سامنے رکھا جائے تو آفتاب کی روشنی اس میں بھر جاتی ہے۔''
(کلام امام الزمان)

www. Laptop Spares And Services . com
AQS Digital Pvt. Ltd.
All Kinds of Laptop Spares

A/22 Shaheed Nagar, Bhubaneswar (Odisha)
Ph. No. 0674-2540396
Mobile : 9438362671, 9938228499

Ph.: 2769809
MBC **Mustafa** BOOK COMPANY
(Agents of Govt. Publications & Educational Suppliers)
Fort Road, Kannur - 1

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مہمان نوازی کا خلق

(مکرم قیصر فارق ناصر صاحب)

مہمان نوازی انسانیت کے بنیادی اخلاق میں سے ایک اہم خلق ہے جو اشرف المخلوقات ہونے کا اہم ثبوت ہے۔ اسی سے محبت، پیار اور بھائی چارے کی فضا قائم ہوتی ہے جو قوموں کی کامیابی کی ضمانت سمجھی جاتی ہے۔

حضرت ابوشریح رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ مہمان کی عزت کرے۔ ایک دن رات کی مہمانی تو اس کا حق ہے۔ تین دن رات تک ضیافت ہے اور اس کے بعد اس کی مہمان نوازی صدقہ اور نیکی کی بات ہے۔ اور مہمان کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ میزبان کے پاس اتنا عرصہ ٹھہرے کہ اسے تکلیف ہونے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال پہلے اپنوں اور غیروں کے لئے اعلیٰ نمونہ چھوڑا ہے۔ اس بنیاد پر آپ رحمۃ للمسلمین سے بڑھ کر رحمۃ للعالمین ٹھہرائے گئے۔

سفر طائف میں آپ کو اس قدر اذیت ناک حالات سے دوچار ہونا پڑا کہ انسانیت کانپ اٹھتی ہے۔ لیکن جب سرداران طائف آپ کے پاس آئے تو آپ نے بڑھ چڑھ کر ان کی مہمان نوازی کی جس سے متاثر ہو کر وہ آپ پر ایمان لے آئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات مہمان ٹھہرایا اور اس کی خوب تواضع کی۔ دوران رات اس کا پیٹ خراب ہونے کی وجہ سے بستر گندہ ہو گیا اور وہ اس شرمندگی کی بنا پر صبح چپکے سے چلا گیا اور راستے میں اسے اپنی کوئی اہم چیز یاد آئی اور وہ واپس لینے آیا تو دیکھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم بستر صاف کر رہے ہیں۔ وہ حیران رہ گیا اور فوراً مسلمان ہو گیا۔ اس طرح کی مہمان نوازی کے بے شمار واقعات اسلامی تاریخ میں ہمیں نظر آتے ہیں جہاں دشمنوں، اپنوں اور اجنبیوں نے مہمان نوازی سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مہمان نوازی کے واقعات بھی غیر معمولی ہیں۔ آپ مہمان کی ہر ضرورت کا خیال رکھتے تھے اور اکثر مہمان کو خود کھانا پیش کر کے خوشی محسوس کرتے تھے۔ آپ مہمان کی تواضع کے متعلق فرماتے ہیں:

''مہمان خانہ کے مہتمم کو تاکید کر دی جاوے کہ وہ ہر ایک شخص کی احتیاج کو مدِّ نظر رکھے مگر چونکہ وہ اکیلا آدمی ہے اور کام کی کثرت سے ممکن ہے کہ اسے خیال نہ رہتا ہو اس لئے کوئی دوسرا شخص یاد دلا دیا کرے۔ کسی کے میلے کپڑے وغیرہ دیکھ کر اس کو تواضع سے دست کش نہ ہونا چاہئے کیونکہ مہمان تو سب یکساں ہوتے ہیں اور جو نئے ناواقف آدمی ہیں تو یہ ہمارا حق ہے کہ انکی ہر ایک ضرورت کو مدنظر رکھیں۔ بعض وقت کسی کو بیت الخلاء کا ہی پتہ نہیں ہوتا تو اسے سخت تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ مہمانوں کی ضروریات کا بڑا خیال رکھا جاوے۔ میں تو اکثر بیمار رہتا ہوں اس لئے معذور ہوں لیکن جن لوگوں کو ایسے کاموں کے لئے قائم مقام کیا ہے یہ انکا فرض ہے کہ کسی قسم کی شکایت نہ ہونے دیں۔ کیونکہ لوگ صدہا اور ہزارہا کوس کا سفر طے کر کے صدق اور اخلاص کے ساتھ تحقیق حق کے واسطے آتے ہیں۔ پھر اگر ان کو یہاں تکلیف ہو تو ممکن ہے کہ رنج پہنچے اور رنج پہنچنے سے اعتراض بھی پیدا ہوتے ہیں۔ اس طرح سے ابتلاء کا موجب ہوتا ہے اور پھر گناہ میزبان کے ذمہ ہوتا ہے۔ (ملفوظات جلد چہارم صفحہ:170)

حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ عنہ اپنی تصنیف ذکر حبیب میں لکھتے ہیں:

''ایک شب کا ذکر تھا کہ کچھ مہمان آئے جن کے واسطے جگہ کے انتظام کے لئے حضرت اماں جان رضی اللہ تعالیٰ عنہا حیران ہو رہی تھیں کہ سارا مکان تو پہلے ہی کشتی کی طرح پر ہے اب ان کو کہاں ٹھہرایا جائے۔ اس وقت حضرت

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ''دیکھو ایک دفعہ جنگل میں ایک مسافر کو شام ہوگئی۔ رات اندھیری تھی۔ قریب اسے کوئی بستی دکھائی نہ دی اور وہ ناچار ایک درخت کے نیچے رات گزارنے کے واسطے پڑ رہا۔ اس درخت کے اوپر ایک پرندے کا آشیانہ تھا۔ پرندہ اپنی مادہ کے ساتھ باتیں کرنے لگا کہ دیکھو یہ مسافر جو ہمارے آشیانہ کے نیچے زمین پر آن بیٹھا ہے یہ آج رات ہمارا مہمان ہے اور ہمارا فرض ہے کہ اس کی مہمان نوازی کریں۔ مادہ نے اس کے ساتھ مکمل اتفاق کیا اور ہر دو نے مشورہ کر کے یہ قرار دیا کہ ٹھنڈی رات ہے اور اس ہمارے مہمان کو آگ تاپنے کی ضرورت ہے اور کچھ ہمارے پاس نہیں۔ ہم اپنا آشیانہ توڑ کر نیچے پھینک دیں تا کہ وہ ان لکڑیوں کو جلا کر آگ تاپ لے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور سارا آشیانہ تنکا تنکا کر کے نیچے پھینک دیا۔ اسکو مسافر نے غنیمت جانا اور ان سب لکڑیوں کو جمع کر کے آگ جلائی اور تاپنے لگا۔ تب درخت پر اس پرندوں کے جوڑے نے پھر مشورہ کیا کہ آگ ہم نے اپنے مہمان کو بہم پہنچائی اور اس کے واسطے سینکنے کا سامان مہیا کیا اب ہمیں چاہئے کہ اسے کچھ کھانے کو بھی دیں اور تو ہمارے پاس کچھ نہیں ہم خود ہی اس آگ میں جا گریں اور مسافر ہمیں بھون کر ہمارا گوشت کھائے۔ چنانچہ ان پرندوں نے ایسا ہی کیا اور مہمان نوازی کا حق ادا کر دیا۔''

حضرت مولوی حسن علی صاحب بھاگل پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''مرزا صاحب کی مہمان نوازی کو دیکھ کر مجھ کو تعجب سا گزرا۔ ایک چھوٹی سی بات لکھتا ہوں جس سے آپ مہمان نوازی کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ مجھ کو پان کھانے کی بری عادت تھی۔ امرتسر میں مجھے پان ملا لیکن بٹالہ میں مجھ کو پان کہیں نہ ملا۔ ناچار الائچی وغیرہ کھا کر صبر کیا۔ میرے امرتسر کے دوست نے کمال کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نہ معلوم کس وقت میری اس بری عادت کا تذکرہ کر دیا۔ جناب مرزا صاحب نے گورداسپور ایک آدمی روانہ کیا۔ دوسرے دن گیارہ بجے دن کے جب کھانا کھا چکا تو پان موجود پایا۔ سولہ کوس سے پان میرے لئے منگوایا گیا تھا۔'' (تائید حق، صفحہ:56)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ممتاز صحابی حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مہمانوں کی خاطر داری کا بہت اہتمام کرتے تھے۔ جب تک تھوڑے مہمان ہوتے تھے آپ خود ان کے کھانے اور رہائش وغیرہ کا انتظام کرتے تھے۔ جب مہمان زیادہ ہونے لگے تو خدام حافظ حامد علی صاحب اور میاں نجم الدین صاحب وغیرہ کو تاکید کرتے رہتے تھے کہ دیکھو مہمانوں کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ ہو۔ ان کی تمام ضروریات خورد نوش و رہائش کا خیال رکھو۔ بعض مہمانوں کو تم شناخت کرتے ہو بعض کو نہیں کرتے اس لئے مناسب ہے کہ سب کو واجب الاکرام جان کر انکی تواضع کرو۔ سردی کے ایام میں فرمایا کرتے مہمانوں کو چائے پلاؤ۔ ان سب کی خوب خدمت کرو۔ اگر کسی علیحدہ کمرے یا مکان کی ضرورت ہو تو اس کا انتظام کرو اور اگر اسکو سردی کا خوف ہو تو لکڑی یا کوئلہ کا انتظام کرو۔ (ذکر حبیب از حضرت مفتی محمد صادق صاحب، صفحہ:195)

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مہمان نوازی کا یہ خلق پہلے آپ کے رفقاء نے اپنایا اور پھر جماعت کی ترقی کے ساتھ ساتھ یہ خلق اور یہ روایت پوری دنیا میں پھیلتی چلی گئی۔ لنگر خانے اور مہمان خانے جاری ہوئے اور لاکھوں ضرورت مندوں نے فیض اٹھایا۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو اتنا دیا کہ آپ نے اپنے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی اس میں سے وافر حصہ دیا کیونکہ خدا تعالیٰ نے یہ بھی خبر دی تھی کہ ''یہ نان تیرے اور تیرے ساتھ کے درویشوں کے لئے ہیں''۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لنگر کے نان سے نہ صرف آپ کے ساتھ کے درویش سیر ہوئے بلکہ غیروں نے بھی فائدہ اٹھایا۔ دنیا بھر میں لنگر خانہ حضرت مسیح موعود انہیں روایات کو لے کر آگے بڑھ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بحیثیت مجموعی اور انفرادی طور پر خدا تعالیٰ کے بندوں کی مہمان نوازی کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(بحوالہ احمدیہ گزٹ کینیڈا، جون 2010ء)

Love For All Hatred For None

Nasir Shah (Prop.)
Gangtok, Sikkim

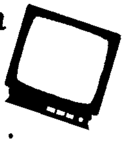

Watch Sales & Service
All kind of Electronics
Export & Import Goods &
V.C.D. and C.D. Players
are available here

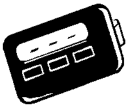

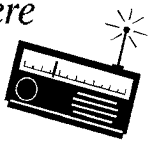

Near Ahmadiyya Muslim Mission
Gangtok, Sikkim
Ph.: 03592-226107, 281920

Laiq Ahmad Farooqi (Prop.)

FAROOQI ARTS

Cell : 9829405048
9814631206
O) 0141-4014043
R) 0141-2305668

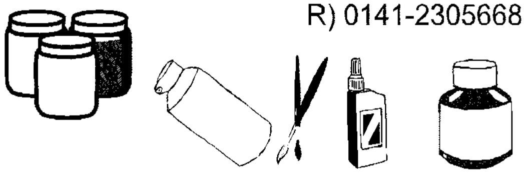

Lucky Enterprises

We Deals In : *Sticker Roll *Grinding Wheel *Belt, felt *Gun *China Books *Abrasive Stone *U. V. Glue *Cerium Oxide *Colours *Glass Cutter *All Glass Tools & Various Allied *Crystal Acid *Chemicals & Acids.

597, Jailal Munshi Ka Rasta,
Chandpole Bazar, Jaipur-1,
E-mail : lucky08_dec@yahoo.com

Zishan Ahmad Amrohi
(Prop.)

Cell : 9720171269, 9720001269

ADNAN GARMENTS (INDIA)
(Jackets, geans Pants etc.)

ADNAN ELECTRONICS
(12 Volt D.C. Table Fan Manufacturing)

SHAN TRADING COMPANY
Wholesaler of
TANDU LEAVES AND TOBACCO

Ghar Pachiya, Amroha, J. P. Nagar, U.P. - 244221

قادیان ۔۔۔ میری بستی، میری یادوں کی بستی

(پروفیسر رشیدہ تسنیم خان، فلاڈلفیا امریکہ)

قادیان دارالامان کی موسمِ گرما کی ایک خنک شام، محلّہ دارالعلوم کے ایک شہتوت، امرود اور آم کے پودوں سے ڈھکے ہوئے صحن میں ہم پانچ چھ بہن بھائی شام کا کھا نا ختم کر کے بیٹھے ہیں۔ لالٹین جلانے کی تیاری ہے، کہ باہر لال بورڈنگ (تحریک جدید) کے پیچھے اونچے اونچے شیشم کے درختوں سے گھرے ہوئے کھلے میدان سے گلی محلے کی لڑکیوں کا بُلاوا بلند ہوتا ہے: "اک دی لکڑی کڑک دا تیل آؤ سہیلیو کھیڈنے داویل"، سنتے ہی میں اور حفیظہ باہر بھاگ جاتی ہیں۔۔۔ اور سامنے کھلے میدان میں ہمارے کھیل شروع ہو جاتے ہیں۔ "ہم آتے ہیں ہم آتے ہیں ٹھنڈے موسم میں"۔۔۔ وغیرہ وغیرہ

ابا جی (ڈاکٹر خیر الدین صاحب بٹ) نے احمدیت قبول کرنے کے بعد قادیان کے قریب بھام میں ٹرانسفر کرا لی، کیوں کہ ہم بچے بڑے ہو رہے تھے اور ہماری پڑھائی ضائع ہو رہی تھی، بھام سے چند میل دور قادیان میں لڑکیوں اور لڑکوں کے لئے ہائی ا سکول تھا اور قادیان بھام کے وٹرنری ہسپتال کے حلقے میں آتا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس قدم کی برکت سے یہ بھی فیصلہ ہوا کہ قادیان دارالامان میں مستقل سکونت اختیار کر لی جائے۔ جب ہم قادیان پہنچے تو ہماری رہائش کا انتظام شہر میں ہو نے تک ہمیں سرکٹ ہاؤس میں ٹھہرایا گیا۔ وہاں ہم پہلی بار لنگر کی خوشبودار دال اور تندوری روٹیوں سے فیضیاب ہوئے جنکی یاد اب بھی بھوک جگا دیتی ہے۔ جلد ہی محلّہ دارالبرکات شرقی میں مکان کرایہ پر لے لیا گیا۔ پھر ہم دارالعلوم میں مکان گروی لیکر اس میں منتقل ہو گئے۔ ابا جی ہر روز سائیکل پر بھام جاتے اور شام کو قادیان واپس آ جاتے۔

کچھ عرصے میں گروی کے مکان کے سامنے ابا جی نے اپنا مکان بنانے کے لئے پلاٹ خرید لیا۔ پلاٹ کے گرد چار دیواری کر کے مختلف پھل دار پودے لگا دیئے تھے۔ وہیں ہماری بھینس بندھی رہتی جس کے لیئے ایک بیرک بنوا دی گئی تھی۔ ہم سب بچے نلکے کے پانی سے پودوں کو سرگرمی سے ہر روز سیراب کرتے، کہ دیکھتے ہی دیکھتے یہ پودے ثمر بار ہو گئے۔ مکان کی تکمیل پر ہم اس میں منتقل ہوئے ہی تھے کہ پارٹیشن کا اعلان ہو گیا۔

اس زمانے میں قادیان میں ہر کھاتے پیتے گھرانے میں خالص دودھ دہی کی فراوانی کے لیئے گائے، بھینس رکھی جاتی تھی۔ چنانچہ قادیان میں حضرت مصلح موعودؓ اور نواب صاحب کے علاوہ کئی دوسرے احباب کے ہاں بھی پالتو جانور تھے۔ اس لئے ابا جی کی مدد کی ضرورت اکثر پڑتی رہتی۔ جس کے باعث اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور اور دوسرے شرفاء کے گھرانوں سے ہمارے روابط گہرے تھے۔ ہر موسم میں نواب صاحب کے باغ سے پھل ہمارے لئے سوغات کے طور پر آیا کرتے تھے۔

گھر میں ہم دو بہنوں، حفیظہ اور رشیدہ کو، باوجودیکہ حفیظہ مجھ سے دو سال بڑی تھی، بڑی چھیدی اور چھوٹی چھیدی کے ناموں سے پکارا جاتا تھا۔ بھائی مظہر اور امتیاز ہم سے بڑے تھے، اس لئے وہ ہماری کھیل میں نہیں آتے تھے۔ البتہ دونوں چھوٹے بھائی، سعید میرا اور منیر حفیظہ کا بھائی بنا کرتا تھا۔ یہ دونوں پیارے گڈے ہمارے ڈراموں کے کردار بھی ہوا کرتے تھے۔ میری اور حفیظہ کی دن میں کئی بار لڑائیاں اور کئی بار صلح ہوا کرتی تھی۔ جن میں یہ دونوں ہمارے زیادہ لاڈلے بن جایا کرتے تھے۔ میں ہزار کوشش کرتی کی سعید کو گودی میں اٹھاؤں، مگر ناکام رہتی، کیوں کہ سعید (مرحوم) مجھ سے وزن میں کچھ زیادہ ہی تھا۔ ایک دفعہ ہم گھر گھر کھیل رہی تھیں کہ میں نے اپنے کردار کو چار پائی پر چادر بچھا کر لٹایا ہی تھا کہ سعید تڑپ اُٹھا، چادر میں کہیں سوئی اٹکی ہوئی تھی جو سعید کی کمر میں سیدھی چبھ گئی تھی۔ آپا جی (ہماری والدہ مرحومہ) نے فوراً پکڑ کر نکالدی۔ سعید تو کچھ رو کر چپ کر گیا مگر میں دکھ سے سارا دن روتی رہی۔۔۔ اس بھائی سے میرا پیار ایسا ہی تھا۔۔۔۔۔

؎ وہ کیا گیا رفاقتوں کے سارے لطف گئے

منیر مرحوم بچپن میں بہت گورا، سیاہ بال، سیاہ آنکھیں اور نسبتاً نازک سا بچہ تھا۔ اسلئے میں اور حفیظہ اسے کھیلوں میں لڑکی بنایا کرتی تھیں۔ ضد کا نام تک نہیں تھا۔ اور سعید اس سے الٹ، ایک ضد کے لئے پورا دن کھُن کھُن کرتا رہتا۔ میرا اپنا خیال ہے بھا ئی امتیاز اور حفیظہ اور مجھے ہمارے زیادہ ذہین ہونے کے ناتے ابا جی سے شرارتوں پر اکثر سزائیں ملا کرتی تھیں۔ کیونکہ میں نے ابا جی کو باقی کے سات بچوں کو کبھی

ڈانٹتے نہیں دیکھا۔ دراصل میری اور حفیظہ کی گہری دوستی تھی، اور ایک دوسرے کے ساتھ لڑتی بھی بہت تھیں، جن میں ثالث بھائی امتیاز بنا کرتے تھے۔ آپا جی ہمارے سارے دن کی لڑائیوں کی رپورٹ شام کو بلا ناغہ ابا جی کو دیا کرتی تھیں اور ہمیں مسواکیں ہاتھوں پر پڑا کرتی تھیں۔ مار کھانے کے بعد میں اور حفیظہ اس بات پر حیران ہوا کرتیں کہ لڑتی ہم ہیں انکو کیا تکلیف ہے، اور ہمارے معاملات میں دخل دینے کی کیا ضرورت ہے؟ آپا جی اکثر کہا کرتیں کہ میرے دونوں بڑے بچے (باجی ارشاد اور بھائی جان مظہر) بہت فرمانبردار تھے، نافرمانی کا آغاز توان چھوٹوں نے کیا ہے۔ (لیکن ہماری متفقہ رائے تھی کہ ان میں محکوم قوموں کی طرح سر اُٹھانے کی ہمت ہی نہیں تھی!)۔

بورڈنگ تحریکِ جدید، جسے ہم بچے سرخ بورڈنگ کہا کرتے تھے، کے ساتھ ایک آم کا باغ تھا، جسے ٹیوب ویل کے کھلے پانی سے سیراب کیا جاتا تھا، باغ کے درمیان ایک کھلا میدان تھا، جسے مستورات کے جلسے کے پنڈال کے طور پر استعمال کیا جاتا۔ بورڈنگ کے پیچھے شیشم کے اونچے اونچے درخت تھے۔ ہمارے گروی والے مکان اور ہماری اپنی زمین کے پاس بھی ایک کھلا میدان تھا، جس کے ارد گرد مکانوں کی قطار تھی۔ مولوی اسماعیل صاحب دیالگڑی مرحوم کے گھر اور ہمارے گھر کے درمیان ایک گلی تھی، اور محمد اسماعیل صاحب کاتب کا گھر بھی ہمارے گھر کے پاس ہی تھا۔

یہ میدان ہمارے سٹاپوؤں اور کھیلوں کا مرکز تھا۔ ہم دو ڈھائی سال عمر کے بھائیوں کو لال بورڈنگ کی دیواروں سے لالی لیکر دلہنیں بنایا کرتی تھیں۔ جس بچے کو لالی لگ جاتی، اسکا گھونگٹ نکال کر، دو تین لڑکیاں ہاتھ ملا کر ڈولی بنا کر اٹھا لیتیں، اور شیشم کے درخت کی چھاؤں میں "رکھ" دیتیں، جو ہمارا گھر ہوتا۔ جب آموں کو بور پڑ جاتا، اور چھوٹی چھوٹی امبیاں لگ جاتیں، تو ہماری موجیں ہو جاتیں، یہ ہم سب کی پسندیدہ خوراک ہوتی۔ کوئل سارا دن آم اور جامن کی گھنی ٹہنیوں میں کُو کُو کی پکار سے سر کھاتی رہتی اور ہم اسکی نقلیں اتار کر چڑاتے رہتے۔

قادیان کی بارش بھی عجیب مسحور کن ہوتی، کالی کالی گھٹائیں اُٹھتیں، اور ہم سب سہیلیاں پسینے سے شرابور مل کر زور زور سے گاتیں: " کالیاں اٹاں کالے روڑ، مینہ وسادے زور و زور"! ٹھنڈی ٹھنڈی وجد آفرین ہوا کے تیز خنک جھونکوں کے جلو میں موسلا دھار چھما چھم بارش پڑتی، ہم خوشی سے چیختی چلاتی اِدھر اُدھر بارش میں بھاگتیں، شرابور ہو کر سردی سے کپکپاتی ہوئی نیلے ہونٹوں کے ساتھ برآمدے میں آ جاتیں۔

اس کھیل کے میدان کی زمین ریتیلی تھی اس لئے ہمارے ننگے پاؤں کے نیچے کیچڑ وکیچڑ نہ بنتا تھا۔ ہم اپنے پاؤں کے گرد گیلی ریت تھپ کر گھروندے بناتے، باغ میں جا کر پکے پکے رس سے بھرپور جامن چنتے، بارش کے پانی میں دھو کر مزے سے کھاتے، اور سرخ سرخ بیر بوٹیاں پکڑتے، اور انہیں ایک ہاتھ کی مٹھی میں اکٹھا کرتے جاتے اور اپنے اپنے گھروندوں میں لا کر چھوڑ دیتے۔ چھپڑیوں میں سے ڈڈ مچھیاں، مچھلیوں کے بچے سمجھ کر پکڑتے اور اپنے گھروندوں کے قریب ہاتھ کی ٹکوں میں پانی بھر بھر کر اپنی چھوٹی چھوٹی چھپڑیاں بنا کر ان میں پالتے اور وہ کچھ ہی دنوں میں چھوٹی چھوٹی مینڈکیاں بن کر بھاگ جاتیں۔ بارش کے پانی اور کیچڑ میں مسلسل پھرنے سے پاؤں کی انگلیاں گل جاتیں، گھر سے بہتیری جھڑکیاں پڑتیں، انگلیوں کے درمیان سخت خارش ہوتی، سرسوں کے تیل میں نمک ڈال کر انگلیوں کے درمیان ملتے جس سے آرام ملتا۔

ایک دن میں اور حفیظہ جب اسکول سے گھر واپس آئے تو پتہ چلا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے پیاری سی بہن دی ہے۔ یہ امتہ الجمیل تھی۔ میں نے اور حفیظہ نے کھانا کھانے سے پہلے پہلے سارے محلّہ میں ہر گھر کا دروازہ کھٹکٹا کر سب کو یہ خوش خبری بتائی (جبکہ یہ ہمارے گھر کا آٹھواں بچہ تھا)۔ یہ ہم سب کی آنکھوں کا تارا تھی۔ میں اسے اٹھا نہ سکتی تھی، حفیظہ کی گودی میں سوتی جاگتی تھی

ابا جی اسوقت مٹاپے کی طرف مائل گورے چٹے نوجوان تھے۔ صبح ناشتے کے بعد بھام جاتے۔ اور شام سے پہلے قادیان لوٹ آتے۔ ہم سب بھاگنے کے قابل بہن بھائی ٹیوب ویل کے قریب، ابا جی کے پیشوائی کے لئے جاتے۔ اور ننھی جمیل کی سارے دن کی چھوٹی چھوٹی حرکتیں بتاتے، کا کی نے یہ کیا، کا کی نے وہ کیا، ابا جی خوشی سے سنتے۔

جلسہ سالانہ پر ہمارے ماموں بمعہ فیملیوں کے اور گاؤں ڈوگری اور ترگڑی کی ساری احمدی خواتین ہمارے گھر ٹھہرتیں اور آپا جی مہمانوازی نہایت خوش دلی سے کرتیں۔ اس دوران ہماری خوب موج رہتی۔ حضرت مصلح موعودؓ کی تقاریر بعض دفعہ گہری شام تک جاری رہتیں، اور ہم آپا جی کو ڈھونڈھ کر جمیل انکی گودی میں دے آتیں۔ اور خوب پرالی پر لوٹ کر لطف اندوز ہوتیں۔ جلسہ سالانہ ہم بچوں کے لئے بہت سی انجانی خوشیاں لیکر آتا۔ کئی دن پہلے شروع ہوئی چہل پہل، پرالیوں سے

بھرے گڈوں اور اونٹوں کی لمبی لمبی قطاریں اور پرالی کی سوندھی سوندھی خوشبو فضا میں ہر طرف پھیلی ہوتی۔ پرالی کے ڈھیروں پر لوٹیں لگانا، مردانہ جلسہ گاہ میں لکڑی کے پھٹوں سے بنی بیٹھنے کی سیڑھیوں پر اچھلنا کودنا ہم نے خوب انجوائے کیا۔

ہمارے بڑے ماموں اور ممانی گاؤں کی رسم کے مطابق بہن کے گھر آتے ہوئے کچے چاولوں کے آٹے اور تلوں اور مونگ پھلی سے تیار کی ہوئی پنیاں لاتے۔ جلسے کی کاروائی کے بعد لوٹنے والے افراد کے لئے آپا جی گڑ والی بڑی مزیدار چائے بنا تیں، جسکا کھیسوں اور لوئیوں کی بُکلوں میں بیٹھ کر پینے کا اور ہی مزا ہوتا جو ساتھ ساتھ مونگ پھلی ٹھونگنیں سے دوبالا ہو جاتا۔ مہمانوں کی آمد اور رخصت پر دل کی دھڑکن تیز کرنے والے نعرہ ہائے تکبیر۔۔ہائے کیا بات تھی جلسہائے سالانہ کے دنوں کی!

جلسے کے اختتام پر پرالی کی صفائی ہوتی جسکے نیچے سے پیسے ڈھونڈنا اور ساتھ ساتھ حضرت مصلح موعودؓ اور زیروی صاحب مرحوم کی نئی نظموں کے شعر گنگنانا بھی ہمارے کھیل کا حصہ ہوتا تھا۔ جو بعد میں ربوہ میں جب تک ہمارے کالج کا میدان زنانہ جلسہ گاہ بنتا رہا، جاری رہا۔ اور ہم اپنے آپ کو Treasure island کے کھوجی کا کردار خیال کرتے ہوئے خزانے کے کھوج میں رہتے۔ گندے زنگ آلود سکوں کو ایڑیوں کے نیچے رکھ کر زمین پر گھوم گھوم کر چمکاتے، جب کچھ نقدی مل جاتی تو ساتھ والی دوکان یا ٹک شاپ پر جا کر برفی اور گرم گرم چائے سے لطف اندوز ہو تے۔

وہ لوگ جن سے تیری بزم میں تھے ہنگامے
گئے تو کیا تیری بزمِ خیال سے بھی گئے

یہ تو خیر بعد کی بات تھی، ابھی تو میں قادیان کی گلیوں میں ہوں۔ ہماری کھیل میں ایک لڑکی ثریا جو ہم سے عمر میں کچھ بڑی تھی شامل ہوگئی۔ اسکے پاس کسی پرانے وقت کے بہت خوبصورت کھلونے اور گڑیوں کے کپڑے تھے۔ ثریا ایک جگہ بیٹھ جاتی اور اپنے اردگرد مٹی سے دیوار سی بنا لیتی، یہ ہمارا گھر ہوتا اور ثریا گھر والی۔ ہم چولہا بنانے کے لئے اینٹ، روڑے اور جلانے کے لئے سوکھی گری پڑی ٹہنیاں اِدھر اُدھر سے چن چُن کر لاتے۔ ہم میں سے کوئی گھر سے ماچس یا جلتا لکڑی کا ٹکڑا لے آتی۔ ثریا ایک چھوٹی سی مٹی یا سلور کی ہنڈیا میں پانی ڈالکر آگ پر چڑھا دیتی۔ لڑکیاں اپنے اپنے گھر سے چھوٹا موٹا روٹی کا ٹکڑا، پکی ہوئی بوٹی، آلو، دال، چاول، بچا ہوا کھانا، غر ضیکہ جو بھی ہاتھ لگتا لاتی اور یہ ہر کچھ اس ہانڈی میں ڈال دیا جاتا۔ ہمیں کھانا اپنے گھر سے باہر لے جانے کی اجازت تو نہ تھی، اس لئے میں سٹور سے اچار میں سے آم کی ایک پھانک لے آتی۔ یہ ملغوبہ ہمارے گھر کی بڑی (ثریا) ہمیں پتوں پر ڈالکر کھانے کے لئے دیتی، اور ہم انگلیوں یا چپٹے تنکوں پر چڑھا کر مزے مزے سے کھا تے۔ آپ تصور نہیں کر سکتے یہ کھانا ہمیں کتنا لزیز لگتا تھا۔

نا گہاں اللہ جانے ثریا کو کیا ہو گیا، کہ اسنے ہمارے ساتھ کھیلنا چھوڑ دیا، اور اپنے کھلونوں کی سیل لگا دی، فی کھلونا ایک پیسہ! مہنگائی کا زمانہ تھا، پیسے بچوں کو سوچ سمجھ کر دیئے جاتے تھے۔ جب ہماری لیڈر نے دیکھا کہ بکری کچھ بھی نہیں تو اس نے کہا کہ ٹھیکریاں گول کر کے لے آؤ، فی پتولا ایک گول ٹھیکری! جب وہ اپنا سارا سٹور بیچ بیٹھی۔۔۔۔تو اسنے خود گھر سے نکلنا بند کر دیا۔ اور بڑی بہن کے ساتھ سینے پرونے میں لگ گئی۔ تب ہمیں شدت سے احساس ہوا کہ کسی لیڈر کے بغیر زندگی کتنی بے معنٰی ہے۔ ہمیں سارے کھلونے بے معنی لگنے لگے۔ اور ہمارے سارے کھیل بدمزہ ہو گئے۔ اور رفتہ رفتہ ساری کھیلوں میں دلچسپی ختم ہوگئی۔

گرمیوں کی چھٹیوں میں ہم ابا جی کے ساتھ بھام چلے جایا کرتے تھے۔ یہ سفر موسمِ برسات میں ہوتا۔ تانگہ کچے راستے پر چلتے ہوئے پانی کی چھپڑیوں سے بچتا بچاتا، جھٹکے کھاتا ہوا، کئی بار تو ایسا لگتا کہ اب الٹا کہ اب، چلتا رہتا۔ آپا جی نے گودی میں بچہ پکڑا ہوتا اور دعائیں کر رہی ہوتیں، مگر ہم تھے کی ہر جھٹکے پر ہماری ہنسی کے فوارے چھوٹ رہے ہوتے۔ رستے کا نظارا قابلِ دید ہوتا۔ یہ پرندوں کے انڈے بچے دینے کا موسم ہوتا تھا۔ نہر کے کنارے اونچے اونچے درختوں پر طوطوں کی چیخ و پکار، فضا میں اونچی نیچی اُڑانے بھرتی ابابیلیں، ایسا لگتا جیسے بارش کے قطروں کا تعا قب کرتی اِدھر سے اُدھر لہراتی آ جا رہی ہیں۔ فاختاؤں کی گُگو کواور کوّوں کی تیز تیز کائیں کائیں میں کوئل کی نہایت ذومعنی اور انجانی پکار، اور ہم بچوں کا اسکی نقل میں ویسے ہی جواب دینا۔ تو قادیان سے بھام تک کا یہ دلچسپ سفر اس طرح تمام ہوتا کہ ہم ایک کچے پکے گھر کے دلان میں تانگے سے اترتے، جو سکھ سرداروں کی اونچی اونچی حویلیوں کے قریب تھا۔

آپا جی گول ٹوپی دار بُرقے میں پسینوں پسین ہوئی ہوتیں، دیکھتے دیکھتے چاروں طرف سے رُلیا، نارانی، لدھے اور مادھو نام کے نوکروں کی خواتین سے گھر جاتیں، اور "بی بی جی سلام" کی آوازیں چاروں طرف سے آتیں۔ ہمارے بیٹھنے کے لئے

کرسیاں، چارپائیاں بچھ جاتیں، کوئی بھاگ کر ٹھنڈا پانی اور شربت بنا کر لے آتا۔عورتیں کھانا تیار کرنے میں مصروف ہو جاتیں۔

بھام کا سارا کلچر ہندو اور سکھ تھا۔جو ہمارے لئے عزت اور محبت ظاہر کرنے کے باوجود ہمیں اپنے برتن استعمال کرنے نہیں دیتے تھے۔اگر کتا برتن چاٹ جاتا تو خیر، مگر ہم سے کوئی کھیلتے کھیلتے دوڑ کر نلکے سے پانی پینے لگتا، تو گھر کی مالکن بھاگ کر چیختی ہوئی آتی کہ " بی بی ٹھہرو ٹھہرو مجھے برتن پرے کر لینے دو "بھیٹ" (ناپاک) جائیں گے "۔سکھ لڑکوں نے بھی چوٹیاں کی ہوتی تھیں۔لڑکی اور لڑکے کی پہچان صرف یہ تھی کہ لڑکی گرمیوں میں نیکر پہنتیں، کمر ننگی ہوتی اور قمیض کی بجائے چھوٹا سا ڈوپٹہ ضرور لیا ہوتا تھا۔جبکہ لڑکوں نے صرف نیکر پہنی ہوتی تھی۔

ہم روزانہ نہر پر جاتے، کھیتوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے قدرتی نظاروں سے لطف اندوز ہوتے۔ جب حالات زیادہ مخدوش ہوئے تو ابا جی کو بھام میں دوستوں نے کہا کہ چھٹیاں لے لیں، لوگوں کی نظریں بدل چکی ہیں۔قبل اسکے کہ ابا جی کچھ سوچتے آپکی ٹرانسفر کیمبلپور ہو گئی۔ہزار کوشش کی کہ ٹرانسفر رک جائے لیکن آپکو وہاں حاضری دینا پڑی، اس طرح آپ محفوظ جگہ پر رہے۔اگرچہ ہمیں آپ سے دور قادیاں رہنا پڑا۔

حالات کے خراب ہونے سے قبل ابا جی نے دوراندیشی سے ایندھن، گندم اور دوسری ضروریاتِ زندگی جمع کر لی تھیں۔دراصل احمدیوں کو شاندار قیادت میسر تھی جو حضرت مصلح موعودؓ کی قیادت تھی۔جماعت کو ہر لحہ حفاظتی پیش بندیوں کی ریہرسل کرائی جا تی تھی۔ہم چھوٹے بچے سارا دن گیلی مٹی میں ایک چھوٹا سخت روڑا رکھ کر گول گول گلیلے بنایا کرتے، جو دھوپ میں سوکھائے جاتے۔اور سب لڑکے نشانہ بازی کی پریکٹس کرتے۔کئی بار خطرے کی گھنٹی بجا کر ریہرسل کرائی جاتی۔ بہر حال یہ ہم بچوں کے لیئے تو ایک کھیل تماشہ تھا۔کہ ناگہاں اعلان ہو گیا کہ ضلع گورداسپور بھارت کے حصے میں آ گیا ہے، یہ سن کر ہم بچے اپنی کم فہمی کے باوجود رو پڑے۔

اب آپا جی اور باجی سارا دن ہجرت کی تیاری میں سامان باندھنے میں لگی رہتیں، ہم اسوقت اپنے مکان میں آ چکے تھے۔بکائن کے درخت ہمارے صحن میں چھاؤں کئے رہتے۔امرودوں اور قلمی آم کے درختوں کو بھی پھل لگنا شروع ہو گیا تھا۔سفید شہتوت تو اتنے مزیدار تھے کہ جب بھی آپا جی کی کوئی سہیلی ملنے آتی تو تازہ تازہ تڑوا کر پلیٹ میں خاطر تواضع کرتیں۔جونہی اندھیرا ہوتا تو ایک الو یا بلبتوری درختوں پر آ کر بیٹھ جاتی، اور عجیب عجیب ڈراؤنی آوازیں نکالتی رہتی۔

میں بتا رہی تھی کہ ہجرت کی تیاری میں آپا جی سارے گھر کی پیکنگ، اور ساتھ لے کر جانے والے سامان کا انتخاب کرتی رہتیں۔اردگرد کے دیہات کے لوگوں نے سکھوں کی دہشت گردی کے ڈر سے قادیان میں پناہ لینی شروع کر دی تھی۔بچپن بھی کیا عجب عمر ہوتی ہے! پیارے امام رحمتہ اللہ کی ہدایات اور ریہرسلیں ہمیں عجیب طرح کا مزا دیتی تھیں، کہ سکھوں کے جتھے سے کیسے بچنا ہے۔۔۔وغیرہ، پھر ایک دن ایسا بھی آ گیا جب قادیان سے روانہ ہونے والی بسوں کی لمبی قطار میں ہماری فیملی کا نام بھی آ گیا۔ابا جی کا حکم تھا کہ ہر بچے کا صرف ایک ایک کپڑا جو اس نے پہن رکھا ہے ساتھ جائے گا۔ اس سفر کو ہم بچے تفریح کے ٹرپ کے طور پر enjoy کر رہے تھے۔میں اور حفیظہ نے چار چار خانوں والی چھوٹی چھوٹی تھیلیاں سی لی ہوئی تھیں، جن کے ایک خانے میں ہم نے خرچنے کے لئے آنے (چار پیسے) کے سکے رکھنے تھے۔اور کچھ میں پیسے کے سکے رکھنے تھے (تب 16 آنے کا ایک روپیہ اور چار پیسے کا ایک آنہ ہوتا تھا)۔آپا جی نے سفر کے لئے سوجی یا آٹے کو دیسی گھی میں بھون کر میٹھی پنجیری بنا لی تھی۔اور ماش کی دال پکا کر ساتھ روٹیاں رکھ لی تھیں۔

بس میں بہت رش تھا، سعید اور منیر کو ڈرائیور کے رجسٹر وغیرہ رکھنے کے خانے میں جگہ ملی۔میں پنجیری کے گٹھڑی پر بیٹھی۔چار خانے کی تھیلی کی سلائی کرنے کے دوران میری انگلی میں سوئی چبھ گئی تھی، اور سوجن سے پھوڑا بن گیا تھا۔جس کے درد سے میں بے حال ہو رہی تھی۔آپا جی نے میرا ہاتھ پکڑ کر سوئی سے پھوڑا پھوڑ دیا جس سے کسی قدر آرام آیا۔جب نظروں سے منارۃ المسیح اوجھل ہو گیا تو ہم سب لوگوں کی سسکیاں نکل گئیں۔لیکن مجھے اور حفیظہ کو ہنسی ضبط کرنا مشکل ہو رہی تھی، بھلا اتنے شاندار ٹرپ میں رونے کی کیا وجہ تھی؟

برسات کی وجہ سے کیچڑ کے باعث سڑک اتنی خراب تھی کہ بعض جگہوں سے بسوں کا گزرنا مشکل تھا، خدام جو زیادہ تر بسوں کی چھتوں پر تھے اُترتے اور اردگرد سے گنے اور گھاس پھونس توڑ کر بچھا کر راستہ بنا دیتے تب کہیں بسیں گزر سکتیں۔سخت گرمی تھی، خواتین نے برقعے پہنے ہوئے تھے اور انکا پسینے سے برا حال تھا۔بس میں پسنے اور دوسری بدبوؤں سے ایک عجیب سی بوسانڈ پھیلی ہوئی تھی۔کبھی کبھی تازہ ہوا کا جھونکا غنیمت تھا۔

جب بھوک لگی، تو معلوم ہوا دال میں تو بو پڑ چکی ہے۔ افواہ عام تھی کہ ارد گرد کے سب کنوؤں میں زہر ڈالا گیا ہے، اس لئے ابا جی پینے کے لیئے چھپڑ کا پانی لاتے، جو چھپڑی پر کپڑا ڈالکر اوپر سے نتھار کر گزارے کے قابل تھا۔ بڑے تو شدید پیاس میں دو گھونٹ پی بھی لیتے، جمیل رو رو کر بدحال ہو جاتی اور نہ پیتی کہ پانی گندہ ہے۔ جب بے ہوش ہو جاتی تو پھر منہ میں پانی ٹپکایا جاتا۔ چھوٹا بھائی محمد حنیف (طیفو) ماں کے دودھ پر تھا، اسکا مسئلہ پریشان کن نہیں ہوا۔ راستہ میں جہاں پروگرام ہوتا کہ سواریاں نیچے اتر کر ٹانگیں کھول لیں، ابھی آخری سواری اتری نہ ہوتی کہ شور پڑ جاتا کہ نزدیک کے گاؤں سے حملہ آوروں کا خطرہ ہے، چنانچہ نہایت افراتفری میں سارے لوگ پھر بسوں میں سوار ہو جاتے۔ قادیان اور لاہور کا درمیانی فاصلہ تقریباً 30-40 میل ہے۔ جس کے دوران لاقانونیت کی وجہ سے جانوں اور عزتوں کے خطرے نے باشعور لوگوں کو عذاب میں مبتلا کیا ہوا تھا۔ رات بٹالہ پہنچے تو بسوں سے اتر کر آپا جی برساتی پانی سے گیلی جگہ پر چادریں ڈالکر ہم سب بچوں کے ساتھ لیٹ گئیں۔ اس جگہ کے کیچڑ اور بو کی وجہ سے جمیل کے سارے جسم پر چھالے پڑ گئے۔ ہمارے ایک جاننے والوں کی بچی کی تو ان چھالوں کے باعث ایک آنکھ ضائع ہو گئی۔ بہرحال ہمارا قافلہ واہگاہ پہنچا۔ وہاں پر خدام نے نہایت سرگرمی سے ہمیں خوش آمدید کیا۔ اور چنے اور نان کھلائے۔ یہ ہجرت بھی کیا قیامت تھی!

جن لوگوں کے پاکستان میں کوئی عزیز نہیں تھے انکے ٹھہرنے کا انتظام جودھامل بلڈنگ اور جسونت بلڈنگ میں کیا گیا تھا۔ ہمیں ہمارے ماموں لینے آئے ہوئے تھے۔ چنانچہ چکیاں ماڈل ٹاؤن پہنچے، تانگے سے اترتے ہی ہم دونوں بہنیں سب سے پہلے پہنچنے کی دوڑ میں صحن میں داخل ہوئیں تو نانی امی ہمیں دیکھ کر سجدے میں پڑ گئیں۔ ہم دونوں کے پاس انہیں سنانے کو اتنی خبریں تھیں کہ ہمیں انکا اسی وقت نماز شروع کرنے پر غصہ آیا۔ سلام پھیرتے ہی ہم نے جو ماں جی کی ہم عمر مائیاں قادیان میں وفات پا گئیں تھیں کی انہیں اطلاع دی، پھر کہیں جا کر ہمیں چین آیا۔

ابا جی کو اس وقت میں نے سفر کے بعد پہلی بار دیکھا، رستہ بھر بے چارے پتہ نہیں کس حالت میں رہے۔ ماں جی سے ملتے وقت خدا جانے کن کن خطرات سے بچ آنے کے تشکر کے آنسوؤں کی نمی کو بار بار صاف کر رہے تھے۔ ابا جی اس وقت شرٹ اور گیلس والی نیکر پہنے ہوئے تھے۔ اب میں سوچتی ہوں، کہ ایک نوجوان خوبصورت بیٹی اور چھ کمسن بچوں کے ساتھ آپا جی اور ابا جی کا ہجرت کے دوران کیا حال ہوا ہو گا، جبکہ فون وغیرہ نہ ہونے کے باعث دو بڑے بیٹوں کو ہمارے مخدوش حالات سے بے خبری تھی۔

کچھ عرصے بعد دونوں بھائی بھی لاہور میں ہم سے آملے، ہم پھر خانکاہ ڈوگراں آ گئے اور اس طرح پاکستان میں ابا جی کی نارمل سرکاری ڈیوٹی شروع ہو گئی اور ہمیں سکولوں میں داخل کرا دیا گیا۔ پھر پنڈی بھٹیاں اور آخر میں ہم حافظ آباد آ گئے۔ اس دوران ربوہ میں مکان بننے پر ہم دارالصدر شمالی میں رہائش پذیر ہو گئے۔

میری پیدائش 1937 میں بڈھے گورائے ضلع سیالکوٹ میں ہوئی، پارٹیشن سے پہلے اور بعد، ابا جی کی ٹرانسفر مختلف قصبات: پنڈی بھٹیاں، خانکاہ ڈوگراں، شاہکوٹ، حافظ آباد، کیمبلپور، بھام وغیرہ میں ہوتی رہی۔ میرے بچپن کا کچھ نہ کچھ حصہ ان قصبات میں گزرا۔ جبکہ سکول کے دو تین ابتدائی سال قادیان میں، اور ہائی اسکول اور کالج کا زمانہ ربوہ میں۔ اب جبکہ میں پیچھے مڑ کر دیکھتی ہوں، تو وہ زمانہ جو قادیان اور ربوہ میں گزرا میری زندگی کا سب سے امن، چین اور خوشیوں بھرپور بہترین زمانہ تھا۔ ان دونوں شہروں کا ماحول اور لوگوں کا ایک دوسرے سے میل ملاپ، محبت، صلح و آشتی احمدی اقدار کی پیروی کی شاندار مثال پیش کرتے جس کے باعث ان دونوں شہروں کے بڑے، چھوٹے، مرد اور مستورات نمایاں طور پر دوسرے قصبات کے لوگوں سے یکسر مختلف تھے۔ خلافت کی نگرانی اور راہنمائی میں باقاعدہ تعلیمی جلسے، تربیتی اجلاس، بچوں بڑوں کے لیئے قرآن کلاسیں اور لحہ لحہ کان میں پڑتی نیکی کی باتوں نے خوفِ خدا اور عظمتِ انسانی ان دو بستیوں کے باسیوں کے دلوں اور دماغوں میں رنگ قوم کی تفریق ملیامیٹ کر کے راسخ کر دی تھی۔

آج ہم وہی اقدار وہی خدائی معاشرہ دنیا کے ہر علاقے کے احمدیوں میں جانگزین اور زندہ دیکھتے ہیں۔ آج قادیان اور ربوہ کی بستیاں خوابوں کی بستیاں نہیں رہیں بلکہ عالمی جیتی جاگتی بستیاں ہیں، مسیحِ پاک کو جو خدا تعالیٰ نے خوشخبری دی تھی کہ "میں تیری تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچاؤں گا" کا نظارا چمکتے سورج کی طرح پیش کیئے ہوئے ہیں اور نہ ماننے والوں کی آنکھوں کو خیرہ اور دماغوں کو مختل کیئے ہوئے احمدیت کی حقانیت پر خدائی مہر ثبت کیئے ہوئے ہیں۔ الحمدُ للہ

Prop. Zahir Ahmed M.B
Cell : 94484 22334

Hill Road, Madikari - 571201
Ph.: (08272) 223808, 221067
e-mail : hillviewcoorg@yahoo.com
Web : www.hotelhillviewcoorg.com

O.A. Nizamutheen — Cell : 9994757172
V.A. Zafarullah Sait — Cell : 9943030230

O.A.N. Doors & Steels

All types of Wooden Panel Doors, Skin Doors, Veeneer Doors, PVC Doors, PVC Cup boards, Loft & Kitchen Cabinet, TMT Rods, Cements, Cover Blocks and Construction Chemicals.

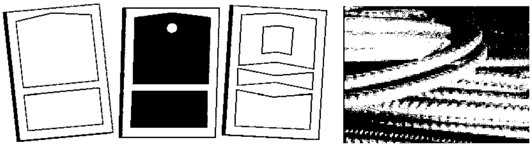

T.S.M.O. Syed Ali Shopping Complex,
#51/4-B, 5, 6, 7 Ambai Road (Near
Sbaeena Hospital) Kulavanikarpuram,
Tirunelveli-627 005 (Tamil Nadu)

Anas Ahmad Soleja (Prop.)

Smart Foot Wear

WHOLESALE DEALER
All kinds of fancy foot wear

Parveen Palace,
Near Ramleela Ground
Sitapur Road, Lucknow, U.P.
Cell : 9336337356, 9935466400, 9670707074

Shop: 0497 2712433
: 0497 2711433
Mob. : 9847146526

JUMBO
B O O K S
(Agents for Government Publications and Educational Suppliers)
FORT ROAD, KANNUR - 670 001, KERALA, INDIA

C. K. Mohammed Sharief
Proprietor
CEEKAYES TIMBERS
VANIYAMBALAM - 679339
DISTT.: MALAPPURAM
KERALA
☎ : Wandoor (O) 247392, (R) 247192

تعویذ گنڈے منع ہیں

(شیخ محمد زکریا مبلغ سلسلہ کیرنگ)

حیرت کی جا ہے کہ آج کل کے تعلیم یافتہ دور میں بعض روشن خیال عوام اپنی پریشانیوں کے ازالہ، اولاد کے حصول، ڈراونی خوابوں سے نجات، دشمن کے شر سے محفوظ رہنے حتی کہ قرب الٰہی کے حصول کے لئے گلے، بازو، کلائی اور کمر میں تعویز گنڈے باندھ کر خدا اور رسولؐ کی صریح نافرمانی کر رہے ہیں۔ جادو ٹونوں اور تعویز گنڈوں سے خدا اور اس کے رسولؐ نے واضح طور پر منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم یہ دعا کرو کہ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ۔ (سورۃ الفلق آیت:5) اور گرہوں میں پھونکنے والیوں کے شر سے (پناہ مانگتا ہوں) اس آیت کا ترجمہ کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں کہ اسکے ایک معنی تو یہ کئے جاتے ہیں کہ جادو ٹونوں کے ذریعہ باہمی تعلقات کی گانٹھوں میں پھونکنے والیاں۔ (قرآن کریم ترجمہ کردہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ صفحہ 1229)

غور طلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہوا ہے کہ تم یہ دعا کرو جادو ٹونوں کے ذریعہ باہمی تعلقات کی گانٹھوں میں پھونکنے والیوں کے شر سے اللہ تعالیٰ ہم کو محفوظ رکھ۔

حضرت رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میرے سامنے گزشتہ اُمتیں پیش کی گئیں میں نے دیکھا کہ کسی نبی کے ساتھ چھوٹا سا گروہ ہے اور کسی کے ساتھ ایک دو آدمی ہیں اور کسی نبی کے ساتھ کوئی بھی نہیں۔ اسی اثناء میں ایک بہت بڑا انبوہ عظیم میرے سامنے لایا گیا۔ میں نے خیال کیا یہ میری اُمت ہے لیکن مجھے بتلایا گیا کہ یہ موسیٰ اور انکی امت ہے۔ آپؐ افق کی طرف دیکھیں۔ جب میں نے نظر اٹھائی تو کیا دیکھتا ہوں کہ لوگوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے پھر مجھے کہا گیا کہ اب دوسرے افق کی طرف دیکھیں میں نے دیکھا کہ اس طرف بھی لوگوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر ہے۔ مجھے بتلایا گیا کہ یہ میری امت ہے اور ان میں ستر ہزار لوگ ایسے ہیں جو بلا حساب اور ہر قسم کی باز پرس یا سزا کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے۔ پھر حضور اُٹھے اور گھر چلے گئے۔ لوگوں میں چہ میگوئیاں شروع ہوگئیں کہ وہ کون ہیں جو بلا حساب اور ہر قسم کی باز پرس یا سزا کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے۔ کسی نے کہا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کسی نے کہا شاید وہ لوگ ہیں جو اسلام میں پیدا ہوئے اور انہوں نے شرک نہیں کیا۔ اسی طرح مختلف خیالات کا اظہار کیا گیا۔ (یہ سن کر) حضور باہر تشریف لائے اور پوچھا۔ تم کن خیالات اور بحث و مباحثہ میں الجھے ہوئے ہو؟ صحابہ نے حضورؐ کو اپنی گفتگو سے آگاہ کیا۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا یہ وہ لوگ ہیں جو یقین کامل پر قائم ہیں ہر قسم کے اوھام کے دور میں نہ خود تعویذ گنڈے کرتے ہیں اور نہ کراتے ہیں۔ اور نہ بدفال لیتے ہیں نہ کسی کا برا چاہتے ہیں۔ بلکہ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ (بخاری كتاب الرقاق باب يدخل الجنة سبعون الفاً)

چنانچہ رسول اللہؐ جو تمام عالم کے لئے بطور رحمت ہیں فرماتے ہیں کہ اوھام کے دور میں وہ لوگ جو تعویز گنڈے سے بچتے ہوئے محض اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے والے ہیں وہ نہ صرف جنت میں داخل ہونگے بلکہ بغیر حساب اور باز پرس اور سزا کے جنت میں جائیں گے۔

رسول اللہؐ کے ظل کامل اور فرزند جلیل حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت اقدس میں ایک شخص نے اپنی کچھ حاجات تحریری طور پر پیش کیں۔ حضرت اقدس نے پڑھ کر فرمایا کہ اچھا ہم دعا کریں گے۔ تو وہ شخص کسی قدر متحیر ہو کر پوچھنے لگا آپ نے میری عرضداشت کا جواب نہیں دیا حضرت اقدس نے فرمایا کہ ہم نے تو کہا ہے کہ دعا کریں گے۔

اس پر وہ شخص بولا کہ حضور کوئی تعویز نہیں کیا کرتے؟ آپ نے فرمایا تعویز گنڈے کرنا ہمارا کام نہیں۔ ہمارا کام تو صرف اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرنا ہے۔ (الحکم مورخہ 6/اپریل 1908ء)

مزید حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ:

”حقیقی زندگی تو اپنے آپ پر ایک موت وارد کرنے سے ملتی ہے۔ ایسے لوگ جو جنتروں اور منتروں اور ٹونوں اور ٹوٹکوں کی تلاش میں پھرتے ہیں دین کے لئے کوشش اور مجاہدہ کرنا چاہتے ہی نہیں بلکہ چاہتے ہیں کہ بڑے آرام سے گھر بیٹھے بٹھائے قلب کی صفائی حاصل ہو جائے۔ اصل میں جھوٹے قصوں اور کہانیوں نے ان لوگوں کو بڑا نقصان پہنچایا ہے اور ایسی باتوں سے انہوں نے سمجھ رکھا ہے کہ دین ایک ایسی چیز ہے جو جنتروں منتروں اور تعویزوں سے حاصل ہو سکتا ہے اسی واسطے ان لوگوں نے بعض بعض ریاضتیں ہی مقرر کی ہوئی ہیں۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے ایک ہی راہ رکھا ہے۔ قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَکّٰهَا۔“ (ملفوظات جلد 9 صفحہ:448)

حضرت مسیح موعودؑ سے قبل بھی بعض مجددین نے تعویز گنڈے کی مذمت کی ہے جن میں سرفہرست حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ہیں آپؒ بارھویں صدی ہجری کے

مجدد تھے اور بارہویں صدی کے دور میں تعویز گنڈے اور پیر پرستی کا رواج پڑھ رہا تھا۔لوگ جھوٹے معبودوں کی پرستش کرتے تھے اور تعویز گنڈے میں مبتلا تھے۔آپؒ نے اپنی تصنیف اللطیف ''القول الجمیل'' تحریر فرما کر تعویز گنڈے کی مذمت کی اور اسکا بطلان ثابت کیا۔

(تذکرہ حضرت شاہ ولی اللہ صفحہ:20)

آئے دن سننے میں آتا ہے کہ کسی مرد یا عورت پر بھوت یا پریت سوار ہو گیا اور جادو ٹونا کرنے والے نے تعویز دیا اور بھوت بھاگ گیا۔جو اپنی ذات میں نہایت مضحکہ خیز بات ہے۔اسی قسم کے بعض واقعات پر تبصرہ کرتے ہوئے قمرالانبیاء حضرت مرزا بشیر احمد ایم۔اے تحریر فرماتے ہیں بوجہ کتاب ''حیاتِ قدسی'' میں درج ہے کہ:

''حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی...دو وقعات لکھتے ہیں۔جن میں انکی دعا اور روحانی توجہ کے ذریعہ آسیب زدہ لوگوں کو شفا حاصل ہوئی۔جہاں تک کسی کے آسیب زدہ ہونے کا سوال ہے میرا نظریہ یہ ہے کہ یہ ایک قسم کی ہسٹریا کی بیماری ہے۔جس میں بیمار شخص اپنے غیر شعوری یعنی سب کانشنس خیال کے تحت اپنے آپ کو بیمار یا کسی غیر مرئی روح سے متاثر خیال کرتا ہے اور اس تاثر میں اس شخص کی سابقہ زندگی کے حالات اور اسکی خواہشات اور اسکے خطرات غیر شعوری طور پر اثر انداز ہوتے ہیں یہ بھی ایک قسم کی بیماری ہے۔مگر یہ احساس بیماری ہے۔حقیقی بیماری نہیں۔اسلام ملائکہ اور جنات کے وجود کا تو قائل ہے اور قرآن کریم میں اسکا ذکر موجود ہے اور یہ بھی درست ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے حکم خداوندی کے ماتحت نظام عالم کو چلاتے اور لوگوں کے دلوں میں نیکی کی تحریک نے اور بدیوں کے خلاف احساس پیدا کرتے ہیں لیکن یہ درست نہیں اور نہ اسکا کوئی شرعی ثبوت ملتا ہے کہ جنات لوگوں کو چمٹ چمٹ کر اور انکے دل ودماغ پر سوار ہو کر لوگوں سے مختلف قسم کی حرکات کرواتے ہیں یہ نظریہ اسلام کی تعلیم اور انسان کی آزادی ضمیر کے سراسر خلاف ہے اس کے علاوہ اسلام نے جنات کا مفہوم ایسا وسیع بیان کیا ہے کہ اس میں بعض خاص مخفی ارواح کے علاوہ نظر نہ آنے والے حشرات اور جراثیم بھی شامل ہیں چنانچہ حدیث میں جو یہ آتا ہے کہ اپنے کھانے پینے کے برتنوں کو ڈھانپ کر رکھو ورنہ ان میں جنات داخل ہو جائیں گے۔اس سے یہی مراد ہے کہ بیماریوں کے جراثیم سے اپنی خورد نوش کی چیزوں کو محفوظ رکھو۔بہر حال جنات کا وجود تو ثابت ہے اور خدا تعالیٰ کے نظام میں حقیقت تو ضرور ہے مگر کھیل نہیں اس لئے میں اس بات کو نہیں مانتا خواہ اس کے خلاف بظاہر غلط فہمی پیدا کرنے والی اور دھوکہ دینے والی باتیں موجود ہوں کہ کوئی جنّات ایسے بھی ہیں جو انسانوں کو اپنے کھیل تماشے کا نشانہ بناتے ہیں لہذا میرے نزدیک جو چیز آسیب (بھوت، پریت، جن اور آتما کا سوار ہونا۔ناقل) کہلاتی ہے وہ ہسٹیریا کی بیماری ہے اور جو چیز آسیب کے تعلق میں معمول کہلاتی ہے وہ خود نام نہاد آسیب زدہ شخص کا اپنا ہی وجود کا دوسرا پہلو ہے جو غیر شعوری طور پر آسیب زدہ شخص کی زبان سے بول رہا ہوتا ہے۔اور چونکہ آسیب زدہ شخص لازماً کمزور دل کا مالک ہوتا ہے۔اس لئے جب کوئی زیادہ مضبوط دل کا انسان یا زیادہ روحانی اس پر اپنی توجہ ڈالتا ہے تو وہ اپنی قلبی اور دماغی یا روحانی حالت کے ذریعہ آسیب کے طلسم کو توڑ دیتا ہے۔مادی لوگ تو محض قلبی توجہ سے یہ تغیر پیدا کرتے ہیں۔لیکن روحانی لوگوں کے عمل میں روح کی توجہ اور دعا کا اثر بھی شامل ہوتا ہے اور توجہ کا علم بہر حال برحق ہے...

یہ ثابت ہے کہ علم توجہ کے ماہرین بعض اوقات ایسی طاقت پیدا کر لیتے ہیں کہ بے جان چیزوں پر بھی وقتی طور پر انکی توجہ کا اثر ہو جاتا ہے۔مثلاً ایسی مثالیں سننے میں آئی ہیں کہ ایک جلتی ہوئی موم بتی پر توجہ کی گئی تو وہ بجھ گئی یا کسی بند دروازے کی کنڈی توجہ کے نتیجہ میں خود بخود کھل گئی...اس جگہ طبعاً یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر بعض اوقات غیر روحانی لوگ بھی علم توجہ میں کمال پیدا کر لیتے ہیں تو پھر انبیاء اور اولیاء کے معجزات اور کرامات کا کیا امتیاز باقی رہا۔سو اس کے متعلق اچھی طرح یاد رکھنا چاہئے کہ امتیاز بہر صورت نمایاں طور پر قائم رہتا ہے اور ہمیشہ سے قائم رہا ہے اور ہمیشہ قائم رہے گا۔حضرت موسیٰؑ کے مقابل پر توجہ کرنے والے نام نہاد ساحروں نے اپنی رسیوں اور جالوں میں اپنی توجہ کے ذریعہ ایک حرکت پیدا کر دی اور بظاہر یہ توجہ اپنے اندر ایک کمال کا رنگ رکھتی تھی۔مگر حضرت موسیٰؑ کے عصاء کے سامنے اس سحر کا تارو پود ان واحد میں تباہ و برباد ہو کر رہ گیا۔پس امتیاز اقتدار میں ہے یعنی بالمقابل کھڑے ہونے پر ہمیشہ خدا کے برگزیدہ لوگوں کو غلبہ حاصل ہوتا ہے۔حضرت مسیح موعودؑ کے زمانے کا واقعہ ہے کہ ایک ہندو گجرات سے قادیان آیا وہ علم توجہ کا بڑا ماہر تھا اور اس نے اپنے دوستوں سے کہا کہ میں مرزا صاحب کے پاس جاتا ہوں اور توجہ کے زور سے ان سے ایسی حرکات کرواؤنگا کہ ان کا سارا روحانی اثر مٹ جائے گا لیکن جب وہ آپ کے سامنے آکر بیٹھا اور آپؑ پر توجہ ڈالنے کی کوشش کی تو چیخ مار کر بھاگ اُٹھا۔اور پوچھنے پر بتایا کہ جب میں نے مرزا صاحب پر توجہ ڈالی تو میں نے یوں محسوس کیا

کہ میرے سامنے ایک ہیبت ناک اور زبردست شیر کھڑا ہے اور مجھے ہلاک کرنے کے لئے مجھ پر کود کر آرہا ہے اس دہشت سے میں چیخ مار کر بھاگ آیا۔ پس یہی وہ اقتدار ہے جو امتیاز پیدا کرتا ہے ورنہ توجہ کا علم ایسا ہے کہ اس میں مادی اور روحانی ہر دو قسم کے لوگ مہارت پیدا کر سکتے ہیں۔ (حیات قدسی حصہ پنجم: 151)

مندرجہ بالا حوالہ سے پتہ چلتا ہے کہ بھوت، پریت اور روح کے سوار ہونے اور جادو ٹونے کا کوئی تصور ہی نہیں ہے اور نہ تعویز گنڈوں کی کوئی ضرورت ہے۔ بعض لوگ بد خواہش کو پورا کرنے حتی کہ قرب الٰہی کے حصول کے لئے تعویز گنڈوں کو ذریعہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ اسے دین کے ساتھ تمسخر قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

''اخبارات میں عموماً اشتہارات چھپتے رہتے ہیں کہ ایسے تعویز ہیں جن کو پاس رکھنے سے تم جس عورت کو چاہو بلا سکتے ہو۔ اس تعویز کے اثر سے وہ عورت خود بخود تمہارے پاس آجائیگی۔ اور پھر کہتے ہیں فلاں بزرگ ہے اسے خدا تعالیٰ کا کلام آتا ہے۔ اس نے یہ تعویز تیار کئے ہیں۔ یہ دین کے ساتھ تمسخر ہے خدا تعالیٰ بدکاریوں میں کبھی شریک نہیں ہوتا۔ کہنے والے بیشک ایسا کہتے ہیں مگر یہ غلط ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ ۔ اگر میں نے کہا ہے کہ میں پکارنے والے کی پکار سنتا ہوں تو اس سے یہ نہ سمجھ لینا کہ میں ہر ایک پکار کو سن لیتا ہوں جس پکار کو میں سنتا ہوں اُس کے لئے دو شرطیں ہیں اوّل میں اُس کی پکار کو سنتا ہوں جو میری بھی سنے۔ (۲) میں اسکی پکار سنتا ہوں جسے مجھ پر یقین ہو... پس قبولیت دعا کے لئے دو شرطیں ہیں جس دعا میں یہ دو شرطیں پائی جائیں گی وہی قبول ہوگی۔'' (تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ:405)

اس ضمن میں ہمارے پیارے حضور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ کوئی بدعت اور تعویز گنڈے خدا کے قریب نہیں کر سکتے۔ خدا کا قرب پانے کے لئے رسول اللہؐ کی اتباع اور قرآن کریم کی پیروی ہی ضروری ہے۔ اسی طرح مورخہ 2/ستمبر 2011ء کے خطبہ جمعہ میں بھی حضور نے تعویز گنڈے کی مذمت فرمائی۔ (خطبہ جمعہ 3/دسمبر 2010ء)

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر فرد جماعت کو تعویز گنڈے سے محفوظ رکھے اور رسول اللہؐ کی اتباع اور قرآن کریم کی پیروی کرتے ہوئے ہر شر سے محفوظ رہنے اور قرب الٰہی کے حصول کی توفیق عطا فرمائے۔

قائدین و ناظمین مجالس متوجہ ہوں

جملہ قائدین و ناظمین مجالس کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ درج ذیل تفصیل کے مطابق سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بجٹ کی شرح کی منظوری از راہِ شفقت عنایت فرمائی ہے۔ براہِ مہربانی جملہ قائدین کرام اپنی اپنی مجالس میں اس کے مطابق باشرح بجٹ مرتب کر کے 31/دسمبر تک دفتر خدام الاحمدیہ میں بھجوا کر ممنون فرمائیں۔ جزاکم اللہ

شرح چندہ خدام واطفال

چندہ	برسرِ روزگار	طلباء بے روزگار
چندہ ممبری خدام ماہوار	ماہانہ آمد کا ایک فیصد (ماہوار)	5/- (پانچ روپے) ماہانہ=-/60روپے سالانہ
چندہ اجتماع خدام الاحمدیہ سالانہ	ماہانہ آمد کا 5% (پورے سال کے لئے)	40(چالیس روپے) سالانہ
چندہ ممبری اطفال سالانہ	X	-/30(تیس روپے)
چندہ اجتماع اطفال سالانہ	X	-/5(پانچ روپئے)

(رفیق احمد بیگ، نائب صدر و مہتمم مال مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

Cell : 09886083030
زبیر احمد شحنہ

ZUBER
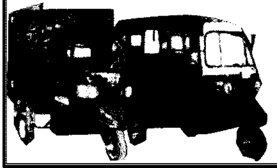
Engineering Works
Body Building All Types of
Welding and Grill Works
HK Road - YADGIR-585201
Dist. Gulbarga - Karnataka

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بانی تنظیم مجلس خدام الاحمدیہ کے پاکیزہ اخلاق

(اس مضمون میں ''اخلاق محمود'' سے چند اقتباسات پیش کئے جا رہے ہیں جو ہم سب خدام کے لئے مشعل راہ ہیں)

خدمت خلق

حضرت سیدہ بشریٰ بیگم صاحبہ (مہر آپا) حرم حضرت مصلح موعود بیان فرماتی ہیں:

''(حضور کو) ہومیوپیتھک سے کافی دلچسپی تھی۔ بے شمار ادویہ سے الماریاں بھری رہتیں۔ علاوہ اپنے تمام گھروں کے پبلک بھی ہر وقت بوقت ضرورت آپ سے مشورہ لیتی اور ادویہ لے جاتی۔ اب سب کا معمول یہ تھا کہ گرمی دیکھنی نہ سردی دن دیکھنا نہ رات اور جس وقت کسی کو ضرورت پڑتی دوائی کے لئے لوگ چلے آتے۔ اس حد تک کہ لوگوں نے کبھی یہ نہ سوچا تھا کہ اس وقت آپ کے آرام کا وقت ہے یا سلسلہ کے کام میں مصروف ہوں گے۔ یا یہ وقت کھانے کا ہے۔ بلا لحاظ و امتیاز لوگ آتے تھے اور دوائیاں لے جاتے تھے۔ بعض اوقات شدت کی گرمی میں رات 12 بجے اور ایک بجے بھی ضرورت مند آ جاتے۔ اس وقت اندر جا کر الماریوں میں سے دوائیاں نکالنا اور بنانا میرے نزدیک ایک کار درد تھا۔ اور میں بعض دفعہ اس خیال سے کہ آپ کو تکلیف ہوگی چڑ بھی جاتی لیکن میں آپ کو دیکھتی کہ باوجود تھکان کے باوجود طبیعت کی خرابی کے آپ اس ضرورت مند کے لئے فوراً اٹھ کھڑے ہوتے اور دوائی اپنے ہاتھ سے بنا کر دیتے۔ کھانا چھوڑ کر دوائی دینے کھڑے ہو جاتے۔ کئی دفعہ رات سوتے ہوئے بھی آپ کو اٹھنا پڑا۔ میں برا مان جاتی لیکن آپ اسی طرح خندہ پیشانی سے اپنی نیند خراب کرتے بھوک خراب کرتے لیکن ضرورت مند کی یہ ضرورت اسی وقت پوری کرتے۔ اندر جذبہ جو کار فرما تھا۔ وہ یہی کہ پوری انسانیت کی ہمدردی بھلائی تھی۔ آپ نے روحانی علاج اور جسمانی دونوں ساتھ ساتھ کئے۔ ددوائی دینے کے بعد پھر آپ ایسے بیماروں کے متعلق استفسار فرماتے کہ فلاں دوائی استعمال کرنے کے بعد اب فلاں مریض کی طبیعت کیسی ہے۔ آپ ہمیں نصیحت فرمایا کرتے کہ اگر تم لوگ اپنے اندر خدمت خلق اور بھلائی کا جذبہ صحیح رنگ میں پیدا کرو گے تو پھر تمہیں سردی اور گرمی آرام و راحت کا احساس بھی مٹ جائے گا۔ تم لوگ اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے محبت کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔ (الفضل 26 مارچ 1966ء۔ بحوالہ اخلاقِ محمود)

اللہ تعالیٰ کی رضا پر ہر حالت میں راضی رہتے تھے

حضرت سیدہ بشریٰ بیگم صاحبہ (مہر آپا) حرم حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتی ہیں:

''حضرت نواب محمد علی خان صاحب بیمار ہوئے اور ان کی علالت طول پکڑ گئی۔ آپ کو ان کے متعلق سخت فکر اور گھبراہٹ تھی۔ دعاؤں اور ادویہ کا خاص اہتمام فرماتے۔ بار بار طبیعت پوچھواتے۔ خود دیکھنے جاتے۔ میں دیکھتی تھی کہ آپ کو غیر معمولی بے چینی اور کرب تھا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کی مشیت پوری ہوگئی۔ اور حضرت نواب صاحب فوت ہو گئے۔ تو آپ اس طرح سکون و اطمنان سے اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہو گئے کہ مجھے حیرت ہوئی اس قدر صبر و تحمل کی مثال ملنی مشکل ہے۔ آپ کو اپنی ہمشیرہ (حضرت نواب صاحب کی زوجہ محترمہ) جن کے ساتھ یہ حادثہ گزرا تھا۔ انتہائی طور پر محبت تھی۔ ان کی ذرہ بھر تکلیف حضور کو برداشت نہ تھی لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اپنا منشاء پورا کر دیا۔ تو آپ نے اپنے محبوب حقیقی کی رضا کے سامنے ہر چیز کو ہیچ سمجھا۔''
(الفضل 26 دسمبر 1969ء۔ بحوالہ اخلاقِ محمود)

اک وقت آئے گا کہ کہیں گے تمام لوگ
ملت کے اس فدائی پہ رحمت خدا کرے

مختصر حالات زندگی

محترم مولانا منیر احمد خان مرحوم زونل امیر و مبلغ انچارج کرنال

(طاہر احمد طارق زونل امیر و مبلغ انچارج جیند زون)

افسوس محترم مولانا منیر احمد خان صاحب زونل امیر و مبلغ انچارج کرنال ہریانہ ابن مکرم جمعہ خان صاحب مرحوم سابق صدر جماعت احمدیہ پنکال صوبہ اُڑیسہ مورخہ 11-10-31 صبح نو بجے اچانک حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے اپنے مولیٰ حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

موصوف کے بارہ میں مختصر کوائف درج ذیل ہیں:

موصوف کی پیدائش 29 رمئی 1965 کو ہوئی۔ موصوف نے 31 رمئی 1987ء میں گوپابندھو سائنس کالج کٹک سے .B.A کیا۔ 1988ء میں جامعہ احمدیہ قادیان میں داخلہ لیا اور 1992ء میں جامعہ احمدیہ سے فارغ التحصیل ہوئے۔ جامعہ سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد ہریانہ کے ضلع جیند کی جماعت 'لون' میں موصوف کی ابتدائی تقرری ہوئی۔ جہاں اس سے چندہ ماہ قبل بیعتیں ہوئی تھیں۔

موصوف نے اس جماعت میں نومبائعین کی اس رنگ میں تربیت کی کہ وہاں سے چار طلباء نے جامعۃ المبشرین قادیان اور ایک نے جامعہ احمدیہ میں داخلہ لیا۔ جامعہ احمدیہ میں داخلہ لینے والے نوجوان بعض گھریلو مجبوریوں کے پیش نظر ایک سال لگا کر واپس چلے گئے اور نہایت ہی مخلص نوجوان ہیں اور اسوقت جماعت کے صدر ہیں۔ جامعۃ المبشرین میں داخل شدہ تین نوجوان اس وقت سلسلہ کی خدمت کر رہے ہیں۔

موصوف کے اندر نومبائعین کی تربیت کرنے کی ایک خاص لگن اور توجہ تھی اور ہمیشہ کوشش رہتی تھی کہ اس علاقہ سے جہاں مسلمانوں کے اندر اسلام مٹ چکا ہے نوجوان جامعات میں جائیں اور اسلام کی تعلیم سیکھ کر اپنے رشتہ داروں اور قوم کو اسلام سکھائیں۔

صوبہ ہریانہ سے موصوف کی ہی اس کوشش سے سب سے پہلے نوجوان مکرم داؤد احمد صاحب کو زندگی وقف کرنے کی اور جامعۃ المبشرین میں پڑھ کر اس وقت سرکل انچارج بھوانی ہریانہ کی حیثیت سے خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ موصوف مرحوم کی ہی کوشش سے درجن سے زائد طلباء اس علاقہ کے اب زندگی وقف کر کے خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

1997ء میں جب پہلی مرتبہ جماعت 'لون' میں ڈش انٹینا لگا تو مخالفت میں اور اضافہ ہوا۔ غیر احمدی مسلمان ہندوؤں کو اُکساتے کہ یہ دہشت گرد ہیں۔ پاکستان کا پروگرام دکھاتے ہیں۔ یہاں اپنے اڈے بنا رہے ہیں۔ چنانچہ اس وجہ سے موصوف کو پولیس تھانہ میں لے گئی اور ایک دن رکھا۔ اس درمیان گاؤں کے احمدیوں کے علاوہ گاؤں کے کثرت سے ہندو لوگ تھانہ میں چلے گئے کہ اگر تھانہ میں رکھنا ہے تو ہم سب کو رکھیں۔ اگر یہ دہشت گرد ہیں تو پھر ہم سارے دہشت گرد ہیں۔ گاؤں میں بہت اچھے تعلقات تھے۔

1998ء میں آپکی نگرانی میں جماعت نے 'لون' ضلع جیند میں مسجد و مشن تعمیر کرنے کی توفیق پائی۔ الحمدللہ علیٰ ذالک

2001ء میں موصوف کی تقرری اُسی صوبہ کے ہی ضلع یمنا نگر میں بطور سرکل انچارج ہوئی۔ اس ضلع میں بھی موصوف کے ذریعہ کئی جگہوں میں احمدیت کا پودا لگا اور جماعتیں قائم ہوئیں۔

موصوف کی موجودگی میں ہی یمنا نگر ضلعی مقام پر خوبصورت مسجد اور مشن کی تعمیر کی توفیق حاصل ہوئی۔

اسی درمیان 2002ء میں دہرادون جو یمنا نگر سے ملحق صوبہ اُترا کھنڈ کا دارالخلافہ ہے، وہاں کچھ لوگ آغوش احمدیت ہوئے اور ایک معلم جو دیو بند مکتبۂ فکر کی ایک شاخ سے فارغ التحصیل تھے اور بعد میں قبول احمدیت کی توفیق پائی، بعد ٹریننگ انہیں دہرادون میں رکھا گیا اور نظارت دعوت الی اللہ کی طرف سے اس صوبہ کو صوبہ ہریانہ کے ساتھ لگایا گیا اور انچارج مبلغ ہریانہ نگرانی کرنے لگے۔

2003ء میں وہاں جماعتی ترقی و تبلیغ کے پیش نظر مرکز نے موصوف مرحوم کا تقرر دہرادون میں کیا۔ وہاں موصوف نے کامیاب داعی اللہ، کامیاب مبلغ کے طور پر کام کیا۔ دُور دُور کے علاقوں تک احمدیت کا پیغام پہنچایا اور اس علاقہ سے کثرت سے لوگوں کو قادیان لانے کی توفیق پائی اور سینکڑوں افراد کو بیعت کی بھی توفیق ملی۔

دہرادون سہارنپور کے قریب علاقہ ہے۔ وہاں سے دارالعلوم دیو بند صرف 80 کلومیٹر دور ہے۔ اس علاقہ میں کثرت سے جماعتی تبلیغی اور لوگوں کا احمدیت میں شامل ہونے کی وجہ سے نہایت ہی زوروں پر مخالفت ہوئی اور مخالفین نے احمدیوں کا جینا مشکل کر دیا۔

2008ء میں خلافت جوبلی کے موقعہ پر اُترا کھنڈ کے دارالخلافہ، دہرادون میں موصوف کو پہلی پریس کانفرنس اور نہایت ہی شاندار صوبائی کانفرنس کامیابی کے ساتھ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اس میں ہر مذہب کے لیڈر اور کالجز کے پروفیسر صاحبان اور شہر کے معززین نے شرکت کی اور جماعت کی اس کانفرنس کو بہت سراہا اور جماعت کے ساتھ بھرپور تعاون کا وعدہ کیا۔ جس کی چرچا صوبہ کے اخبارات میں ہوئی اور فوٹوز کے ساتھ تفصیلی خبریں شائع ہوئیں۔

2007ء میں موصوف کی نگرانی میں جماعت کو مسجد و مشن کی زمین خریدنے کی توفیق ملی اور بعد میں 2008ء میں مشن تعمیر ہوا۔

جماعت کی صوبہ اترا کھنڈ کے دارالخلافہ دہرادون اور مضافات میں ترقی کو دیکھتے ہوئے مخالفت انتہا تک پہنچ گئی۔ مورخہ 13 راگست 2008ء کو موصوف مرحوم کو اور ایک معلم مکرم عبدالرحیم صاحب گوجر کو ملاّؤں نے پکڑ کر جان سے مارنے کی کوشش کی۔ پڑوس کے ہندوؤں کے تعاون سے تھانہ میں اطلاع ہوئی۔ شدید زخمی حالت میں تھے۔ سارے ملاؤں اور مسلمانوں نے اس موقعہ پر اکٹھے ہو کر اور پولیس پر دباؤ بنا کر موصوف مرحوم کے اور مکرم معلم صاحب کے خلاف ہی پولیس میں جھوٹا مقدمہ دائر کر دیا جس میں خطرناک دفعات لگانے کی کوشش کی گئی۔ مورخہ 13 راگست تا 19 راگست کو موصوف مرحوم اور ایک معلم کو جیل میں رہنا پڑا۔ اس طرح اسیران راہ مولیٰ کا بھی شرف حاصل ہوا۔ ابتک وہاں کیس چل رہا ہے۔

2007ء میں موصوف کو مرکز کی طرف سے بطور مبلغ انچارج اُترا کھنڈ مقرر کیا گیا۔ اس دوران موصوف نے کماحقہٗ ذمہ داری ادا کرنے کی کوشش کی۔

2010ء میں بعض حالات اور جماعتی مفاد کے پیش نظر دہرادون سے صوبہ ہریانہ کے ضلع کرنال کے مشن میں تقرری ہوئی اور یہاں سے ہی بطور مبلغ انچارج اُترا کھنڈ تا وفات فرائض سرانجام دے رہے تھے اور ساتھ ہی صوبہ ہریانہ کے سرکل کرنال کے بھی انچارج تھے۔

موصوف بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ اطاعت کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ مرکزی عہدیداران کی نہایت ہی عزت کرنا اور ان کی خدمت کرنا باعث سعادت سمجھتے۔

پیارے آقا کے خطبات اور ایم.ٹی.اے. کے پروگرام گھر میں فیملی کو ساتھ بٹھا کر دیکھتے۔ قرآن مجید سے نہایت درجہ محبت تھی۔ زندگی میں تلاوت قرآن کے نہ صرف خود پابند تھے بلکہ فجر کی نماز و درس سے فارغ ہونے کے بعد پوری فیملی اجتماعی تلاوت میں مصروف ہوتی اور تلاوت کے ساتھ بچوں کو ترجمہ بھی پڑھنے کے لئے کہتے۔ پھر بچوں کی حفظ کلاس لگاتے جس کی وجہ سے بچی نے آخری پارہ کے علاوہ قرآن کے مختلف مقامات سے متعدد آیات حفظ کر لی ہیں۔

مجھ سے بارہا اس خواہش کا اظہار کیا کہ میری خواہش تھی کہ بچی کو قرآن مجید حفظ کراؤں۔

محترم مولانا منیر احمد خان صاحب مرحوم زونل امیر و مبلغ انچارج کرنال بے شمار خوبیوں کے مالک تھے۔ سال 1996ء سے تا وفات خاکسار کو اُن کے ساتھ ساتھ ملکر خدمت کا موقعہ ملا۔ اس دوران بے شمار تائیدات الٰہی کے نظارے بھی ہم دونوں نے دیکھے۔ سال 1997ء میں ہم دونوں تبلیغی دورے پر نکلے اور بیعتوں کے حصول کے لئے گاؤں گاؤں قریہ قریہ جاتے تھے۔ ایک گاؤں بڑودی ضلع جیند میں گئے۔ وہاں غیر احمدیوں میں تبلیغ کی۔ ایک بزرگ جو بہت کٹر تھا ہماری باتیں سُن کر اتنا آگ بگولہ ہوا کہ بار بار مجلس سے اُٹھکر کلہاڑی پکڑ لیتا کہ اگر تم لوگوں نے اب یہ ذکر کیا کہ مریم کا بیٹا عیسیٰ فوت ہو گیا ہے تو میں اس کلہاڑی سے کاٹ دوں گا۔ ہر بار جب وہ کلہاڑی لے کر اُٹھتا تو اسکے رشتہ دار اور اہل خانہ اُسے پکڑ لیتے۔ میں بار بار مولانا مرحوم کو کہتا چلو اب چلیں لیکن وہ بنا خوف و خطر بیٹھے رہے اور اُسکو پھر ٹھنڈا کر کے تسلی کروا کر لا جواب کروا کر وہاں سے نکلے۔

تبلیغ کا بہت شوق تھا اور اس معاملہ میں بہت نڈر تھے۔ کبھی بھی غصہ نہیں آتا تھا۔ مدمقابل کی بات کو چاہے وہ کتنے ہی سخت لہجے میں کر رہا ہو برداشت کرتے۔ لیکن اگر کوئی حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے خلاف گندی زبان استعمال کرتا تھا تو نہایت ہی غیرت سے اور پُر جوش طریق پر ناچیز نے مقابلہ کرتے دیکھا ہے۔

تبلیغ یا تبلیغی سفر کے دوران بہت دُعائیں کرتے تھے۔ ایک مرتبہ ہم علاقہ پنچکولہ جو ہماچل کے علاقہ سے ملحق ہے۔ تبلیغی سفر پر گئے کئی مقامات پر بیعتیں ہوئیں۔ رات پہاڑ پر ایک گاؤں میں گذاری۔ جس کے قریب سے ایک خوبصورت چشمہ گذرتا

تھا۔ رات کو اس گاؤں میں بھی بیتیں ہوئیں۔ گرمیوں کا موسم تھا صبح ہم چشمہ پر نہانے گئے تو ناچیز نے مولانا مرحوم کو خواب سنائی کہ رات کو میں نے خواب دیکھی کہ ایک مصنوعی نہر میں ہم نہا رہے ہیں۔ اور اچانک پانی تیز ہوتا ہے تو ہم دونوں گھبرا جاتے ہیں کہ ڈوب جائیں گے اور پانی کم ہوتا ہے تو تسلی ہوتی ہے۔ یہی سلسلہ کافی عرصہ رہا ہے۔ اسلئے اب اس چشمہ میں احتیاط سے نہانا۔ پھر مولانا مرحوم اپنی خواب سُناتے ہیں کہ میں رات کو بہت پریشان رہا کیونکہ ایک خطرناک بندر ہم دونوں کا بہت پیچھا کرتا ہے حملہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ بھگاتے ہیں پھر آ جاتا ہے۔ یہی کیفیت پوری رات چلتی رہی۔ خیر ہم دونوں ایک دوسرے کو خواب سُنا کر واپس اس دوست کے گھر جہاں ٹھہرے تھے آ گئے۔ وہاں ایک معزز ہندو سے گفتگو ہو رہی تھی اتنے میں وہاں ایک موٹا اور کالا مولوی خطرناک شکل میں آ کر ہم سے تکبرانہ اور جاہلانہ طریق سے ہمارے مقاصد پوچھنے لگا ہم نے بتلائے تو اتنا آگ بگولہ ہوا کہ اس کے مُنہ سے جھاگ نکل رہی تھی اور ہمیں ایسی دھمکیاں دیں کہ آج تمہاری خبر لیں گے اور باہر جا کر اپنے ساتھیوں کو بلانے لگا۔ لیکن اس ہندو نے جس کے گھر میں ہم ٹھہرے تھے ہمیں تسلی دی اور اس علاقہ سے ہمیں اپنی نگرانی میں بحفاظت بھجوایا۔ تب اس خواب کی تعبیر معلوم ہوئی کہ انہی ملاؤں کو رسول خداصلعم نے بندر کہا ہے۔

جب دہرادون میں مولانا مرحوم کو اور محترم عبدالرحیم صاحب گوجر کو جھوٹے کیس میں پھنسوا کر جیل بھجوایا گیا تو جیل کے اندر بھی تبلیغ کی انہیں توفیق ملی ہے۔ ان ایام میں مرکز کی طرف سے خاکسار کو بھی ان کے کیس کی کاروائی کے سلسلہ میں بھجوایا ہوا تھا۔ چنانچہ جب رہائی ہوئی تو یہ واقعہ متعدد افراد کو بیان کیا کہ:

جب ہم جیل میں گئے ظہر وعصر کا غالباً وقت تھا جاتے ہی ہم دونوں نے نماز باجماعت ادا کی ہمیں پتہ نہیں تھا کہ جیل کے کیا قوانین ہیں۔ ہمارے پاس ایک روپیہ تک نہیں تھا۔ اسلئے جاتے ہی جیل کرمچاری ہم سے صفائی وغیرہ کا کام کروانے لگے جبکہ میں نے وہ کام کبھی پہلے نہ کیا تھا۔ چنانچہ ہمارا باجماعت نماز پڑھتے دیکھ کر کئی غیر احمدی جو جیل میں تھے نماز میں شامل ہو جاتے اُن میں ایک مکرم حشمت خان بھی تھے۔ وہ جا کر عبدالرحیم صاحب گوجر کو کہتے کہ یہ ہمارے امام ہیں ان کا اس طرح صفائی کرنا اچھا نہیں لگتا۔ آپ جیل کے کرمچاریوں کو سو دو سو روپے دے دیں تو کام نہیں کروائیں گے جب ہم لوگوں نے بتایا کہ ہمارے پاس ان کو دینے کے لئے کوئی رقم نہیں ہے۔ چنانچہ وہ اپنی بارک میں گیا اور دوصد روپے لا کر دیئے وہ رقم جیل کے کرمچاریوں کو دی تو مولانا مرحوم سے پھر انہوں نے کام نہ کروایا۔

دوسرا واقعہ یہ بتاتے تھے کہ اب ہم جیل میں کسی تیاری سے آئے نہیں تھے۔ ضرورت کا سامان مثلاً صابن بُرش پیسٹ وغیرہ تک نہیں تھا وہ ضرورت اس طرح پوری ہوئی کہ ایک آدمی جنکو میں تبلیغ کرتا تھا گھر بُلا کر دعوت بھی کرتا تھا وہ بھی کسی مقدمہ میں جیل میں تھا اچانک جب کھانا کھانے کے وقت اس نے مجھے دیکھا تو بھاگ کر آیا اور سارا ماجرہ پوچھا۔ جیل میں آنے کا سارا واقعہ بتایا تو اس نے افسوس کیا اور واپس جا کر ضرورت کا سارا سامان لا کر دے دیا۔

پھر مولانا مرحوم بتاتے تھے کہ جیل میں جاتے ہی تبلیغ شروع کر دی کیونکہ جیل میں ہر نیا جانے والا پہلے والوں کے پوچھنے پر بتاتا کہ کس وجہ سے جیل آیا ہوں اور ہم جب اپنا واقعہ بتاتے تو مسلمان افسوس کرتے اور حیران ہوتے۔

میں گواہ ہوں کہ ملاقات کرنے پر مولانا مرحوم مجھ سے لٹریچر منگواتے اور زیر تبلیغ افراد کو دیتے۔ وہ بتاتے تھے کہ جب جیل کے اندر بھی کئی لوگوں سے گفتگو ہوتی تبلیغ ہوتی تو ایک دن ایک کٹر مسلم ملاں جو کہ جیل میں تھا اُس نے مجھے بلایا اور کہنے لگا کہ تمہیں پتہ ہے کہ تم اسی تبلیغ سے جیل آئے ہو اور یہاں بھی باز نہیں آتے۔ میں نے کہا ہماری زندگی کا مقصد اور کام ہی یہی ہے جہاں موقعہ ملے گا وہاں یہی کام کرنا ہے۔

جب جیل سے باہر ہوئے رمضان میں ان زیر تبلیغ افراد کے لئے افطاری وغیرہ کا سامان کئی مرتبہ مجھے ساتھ رکھ کر دینے گئے۔ اور پھر مسلسل ان سے اور ان کے گھر والوں سے رابطہ رکھا ہوا تھا۔

مولانا مرحوم کی طبیعت میں نہایت سادگی اور عاجزی تھی۔ اطاعت کا بے انتہا جذبہ تھا۔ وفات سے ایک روز قبل خاکسار جب اُن کے پاس رات دس بجے انہیں بغیر بتائے گیا جبکہ انہیں معلم کے ذریعہ علم ہو چکا تھا کہ میں آ رہا ہوں۔ میرے انتظار میں بیٹھے ہیں اور کھانا تیار کروائے ہیں۔ جب خاکسار مشن میں داخل ہوا تو لُنگی کو سنبھالتے ہوئے بھاگتے ہوئے میرے پاس آ کر میرا سامان اُٹھانے اور کھینچنے لگے۔ میں نے مضبوط پکڑ لیا کہ میں نہیں دوں گا کیونکہ دل میں میں شرمندہ تھا کہ حضور نے انکو بھی زونل امیر مقرر کیا ہوا ہے عمر میں بھی مجھ سے بڑے ہیں میری کیا حیثیت زیادہ ہے۔ بہر حال ہم کمرہ میں داخل ہو گئے۔ صبح جاتے ہوئے بھی میرا سامان اُٹھا لیا۔ مرکزی عہدیداروں کی بہت عزت اور تکریم کرتے۔

مورخہ 17؍اکتوبر 2011ء کو سیدنا حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے موصوف کو صوبہ ہریانہ کے کرنال زون کا ذونل امیر مقرر فرمایا تھا۔ حکم کی تعمیل میں کام شروع کر دیئے تھے۔ مورخہ 17؍اکتوبر تا 25؍اکتوبر 2011ء موصوف اجتماعات انصاراللہ و خدام الاحمدیہ میں قادیان میں رہے۔

مورخہ 26؍اکتوبر کو قادیان سے کرنال آ گئے تھے۔ 27؍اکتوبر کو ہی موصوف نے کرنال میں دورہ کیا۔ زیر تبلیغ افراد کے پاس گئے ہیں۔ اور زون کا دورہ کرنے کا تفصیلا پروگرام طے کیا۔ دفتری ڈاک اور آفس کو سیٹ کیا۔ مورخہ 29؍اکتوبر رات جب خاکسار آیا۔ جماعتی کام کو احسن رنگ میں کرنے کے تعلق سے مشورے کئے۔ ذون کی مجلس عاملہ کے بارہ میں مشورہ ہوا۔

مورخہ 31؍اکتوبر کو ایک معلم کے ساتھ موصوف نے دورہ پر روانہ ہونا تھا حسب معمول تہجد کی نماز ادا کئے ہیں۔ فجر کی نماز باجماعت اور درس القرآن کے بعد معلم صاحب کو کہتے ہیں کہ آج دورہ پر جانا ہے ایک گھنٹہ آپ بھی آرام کریں میں بھی کرتا ہوں پھر جائیں گے۔ ایک گھنٹہ کے دوران موصوف کو چھاتی میں درد محسوس ہوا۔ اہلیہ نے چائے قہوہ وغیرہ دیا کہنے لگے دورہ پر جانا ہے چیک کروالینا چاہئے۔ چنانچہ اچھی طرح تیاری کی صاف سُتھرے کپڑے پہن کر معلم کے ساتھ جانے لگے باقاعدہ بیوی بچوں سے ملے اور السلام علیکم خدا حافظ کہہ کر روانہ ہو گئے۔ موٹر سائیکل پر معلم کے ساتھ پہلے اُس ڈاکٹر کے پاس گئے جن سے پہلے سے ہی B.P کی دوائی استعمال کرتے تھے۔ وہ ڈاکٹر موقعہ پر نہیں ملا۔ معلم صاحب ایک اور ہسپتال میں لے گئے۔ وہاں جاتے ہی ڈاکٹر نے چیک اَپ کیا اور بتایا کہ کوئی وجہ نہیں ہے نارمل ہیں البتہ B.P بڑھا ہوا ہے۔ ڈاکٹر نے B.P کی گولیاں لکھی جب وہ لائی تو کہنے لگے کہ یہ تو میں پہلے سے ہی استعمال کرتا ہوں۔ بہرحال پھر بھی ڈاکٹر نے کہا کہ اگر ECG کرواتے ہو تو کروالیں۔ چنانچہ ECG کروایا گیا۔ ڈاکٹر نے بتایا کہ ECG کی رپورٹ بھی نارمل ہے۔ پھر ڈاکٹر نے کہا کہ اب آپ جاسکتے ہیں اور اگر پندرہ منٹ آرام کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔ چنانچہ باتھ روم گئے وضو کر کے آرام کرنے لگے۔ اسی درمیان اپنی اہلیہ کے ساتھ مشن فون پر بات کی کہ فکر نہ کریں میں ٹھیک ہوں۔

بہرحال پندرہ منٹ میں اچانک خراٹے سی آواز آئی معلم صاحب نے فوراً ڈاکٹر کو بلایا جو ساتھ والے کمرہ میں ہی تھے۔ ڈاکٹر نے آتے چیک کرتے ہی کہا اوہو یہ تو Serious ہو گئے ہیں۔ PGI فوراً لے جائیں ڈاکٹر نے ہی Ambulance بلائی دوسرے منٹ میں ہی اپنے مولیٰ حقیقی کے حضور حاضر ہو گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

محترم ناظر صاحب اعلیٰ و امیر جماعت قادیان کو اطلاع دی گئی۔ موصوف نے جنازہ قادیان لانے کا ارشاد فرمایا۔ چنانچہ مورخہ 31؍اکتوبر 2011ء کو کرنال سے قادیان کے لئے روانہ ہوئے رات دس بجے قادیان پہنچے اگلے دن 1-11-11 کو بعد نماز عصر محترم مولانا محمد انعام صاحب غوری ناظر اعلیٰ و امیر مقامی قادیان نے جنازہ گاہ بہشتی مقبرہ میں جنازہ پڑھایا اور بہشتی مقبرہ میں تدفین ہوئی۔

مولانا مرحوم نے اپنے پیچھے بیوہ کے علاوہ دو بیٹیاں اور ایک بیٹا علی الترتیب 13، 10، 7 سال کے تین بچے چھوڑے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُنکا خود کفیل ہو۔ اور اپنے والد مرحوم کی جدائی کے غم کو برداشت کرنے کی توفیق دے۔ اور مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے۔ اور اللہ تعالیٰ جماعت کو نعم البدل عطا کرے۔ آمین

Love For All Hatred For None
Sk. Zahed Ahmad
Proprietor
M/S
M.F. ALUMINIUM
Deals in :
All types of Aluminium, Sliding, Window, Door, Partitions, Structural Glazing and Aluminium Composite Panel
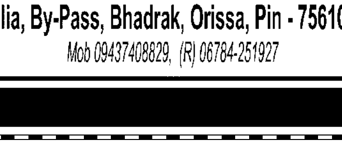
Chhapullia, By-Pass, Bhadrak, Orissa, Pin - 756100, INDIA
Mob 09437408829, (R) 06784-251927

Cell : 9943720000

National Mobiles

Accessories & Spares

9, Perumal Chetty Street,
Pollachi - 642 001,

21/3, Krishna Samy Street,
Pollachi - 642 001,

17/7, Karumathampatti,
Somanur - 641 659,

479, Anupparpalalyam,
Thirupur - 641 652.

TAMIL NADU

يَـا أَيُّهَـا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنَا كُمْ
مِـنْ قَبْـلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ
وَّلَا شَـفَـاعَةٌ وَالْـكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ o

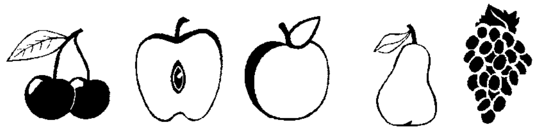

AHMAD FRUIT AGENCY

Commission & Forwarding Agents :
Asnoor, Kulgam (Kashmir)

Hqrt. Dar Fruit Co.
Kulgam
B.O. Ahmad Fruits

Mobiles : 9419049823, 9906722264

Mansoor ✆9341965930 Love for All Hatred For None Javeed ✆9886145274

CARGO LINKS

J.N. Roadlines

TRANSPORTERS & FLEET OWNERS

Open Truck & L.C.V Available

Daily Service to:
Hyderabad, Nagpur, Jabalpur, Indore, Bhopal
Raipur, Katni

Spl. In: O.D.C Truck Loads Accepted:
Karnataka, Andhra Pradesh, Tamilnadu,
Maharashtra, M.P, U.P

No. 75, Farha Comples, 1st main Road,
Kalashipalyam New Extn., Bangalore-560002
☏: 22238666, 22918730

فہرست ملکی مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ بھارت

۱)نائب صدر(برائے تقسیم لیف لٹس وتنصیب M.T.A	مکرم عطاالٰہی احسن غوری صاحب
۲)نائب صدرو مہتمم مال	مکرم رفیق احمد بیگ صاحب
۳)نائب صدر(برائے دارالصناعت)	مکرم اظہر احمد خادم صاحب
۴)نائب صدر(برائے تزئین قادیان وحفاظت مرکز)	مکرم عبدالعلیم صاحب آفتاب
۵)نائب صدر(برائے ساؤتھ انڈیا)	مکرم سی شمیم احمد صاحب آف کالیکٹ کیرلہ
۶)نائب صدر(برائے ایسٹ انڈیا)	مکرم عبدالودود خان صاحب آف سوروااڑیسہ
۷)معتمد	مکرم غلام عاصم الدین صاحب
۸)مہتمم اطفال	مکرم شیخ مجاہد احمد صاحب
۹)مہتمم تجنید	مکرم شیخ فرید صاحب
۱۰)مہتمم اشاعت	مکرم عطاء المجیب صاحب لون
۱۱)مہتمم عمومی	مکرم عطاء الغفار صاحب
۱۲)مہتمم تبلیغ	مکرم رضوان احمد صاحب ناصر
۱۳)مہتمم خدمت خلق	مکرم عبدالمحسن صاحب
۱۴)مہتمم تحریک جدید	مکرم قمرالحق صاحب
۱۵)مہتمم صنعت وتجارت	مکرم سید اعجاز احمد صاحب
۱۶)مہتمم تعلیم	مکرم ہدایت اللہ صاحب
۱۷)مہتمم تربیت	مکرم ناصر محمود صاحب
۱۸)مہتمم تربیت نومبائعین	مکرم حافظ اسلم احمد صاحب
۱۹)مہتمم صحت جسمانی	مکرم مصباح الدین منیر صاحب
۲۰)مہتمم مقامی	مکرم مامون رشید تبریز صاحب
۲۱)مہتمم امور طلباء	مکرم طیب احمد خادم صاحب
۲۲)مہتمم وقار عمل	مکرم حبیب الرحمٰن صاحب
۲۳)معاون صدرو محاسب	مکرم لقمان احمد اقبال صاحب
۲۴)معاون صدر	مکرم سید زبیر احمد صاحب
۲۵)ایڈیشنل معتمد	مکرم شمیم احمد صاحب غوری
۲۶)ایڈیشنل مہتمم تبلیغ	مکرم حافظ محمد اکبر صاحب
۲۷)ایڈیشنل مہتمم امور طلباء	مکرم تسنیم احمد صاحب فرخ
۲۸)ایڈیشنل مہتمم مقامی	مکرم زبیر احمد صاحب طاہر
۲۹)ایڈیشنل مہتمم اشاعت	مکرم نوید احمد صاحب فضل
۳۰)ایڈیشنل مہتمم مال	مکرم متین الرحمٰن صاحب
۳۱)ایڈیشنل مہتمم تعلیم	مکرم تنویر احمد صاحب ناصر
۳۲)ایڈیشنل مہتمم صحت جسمانی	مکرم خورشید احمد صاحب بھٹی
۳۳)ایڈیشنل مہتمم صنعت وتجارت	مکرم خالد احمد صاحب الہ دین
۳۴)ایڈیشنل مہتمم تجنید	مکرم شاکر احمد صاحب انور
۳۵)ایڈیشنل مہتمم خدمت خلق	مکرم صہیب احمد صاحب آصف
۳۶)ایڈیشنل مہتمم عمومی	مکرم صادق احمد صاحب چیمہ
۳۷)ایڈیشنل مہتمم اطفال	مکرم حافظ تنویر الحق صاحب
۳۸)ایڈیشنل مہتمم وقار عمل	مکرم فاروق احمد صاحب عارف

ایک احمدی نوجوان کی تعلیمی میدان میں نمایاں کارکردگی

مکرم مختار احمد بھٹی قائد مجلس بڈھانوں وزونل سیکریٹری تبلیغ جو کہ محکمہ پولیس میں بطور ٹیکنیشن کام کر رہے ہیں میدان تعلیم میں نمایاں کارکردگیاں کر رہے ہیں۔موصوف نے بی۔ ایس۔سی میڈیکل سائنس، بی۔اے۔اُردو، ڈی۔سی۔ایس، ایم۔ اے انگلش،اُردو ،پولیٹکل سائنس،معلم اُردو جامعہ اُردو علی گڑھ سے اور بہت سارے کورسز مکمل کر لئے ہیں۔تعلیم کو جاری رکھتے ہوئے موصوف پی۔ایچ۔ڈی کو مکمل کرنے کے لئے کوشاں ہیں۔موصوف نے سٹیٹ لیول میں کئی تعلیمی reward حاصل کئے ہیں۔قارئین دُعا کریں اللہ تعالیٰ موصوف کو مزید کامیابیاں عطا کرے اور سلسلہ کے لئے مفید وجود بنائے۔موصوف گھریلو پریشانیوں کے ازالہ،والدہ،چھوٹے بھائی اور اُن کی اہلیہ کے لئے دُعا کی درخواست کرتے ہیں۔(مینجر مشکوۃ)

ملکی رپورٹیں

یادگیر، کرناٹک: ماہِ نومبر میں مجلس خدام الاحمدیہ کی جانب سے مکرم امیر صاحب یادگیر کی زیرصدارت ایک تربیتی اجلاس منعقد کیا گیا۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم قائد صاحب نے تربیتی امور پر روشنی ڈالی۔ 6 نومبر کو نماز تہجد کا اہتمام کیا گیا۔ عید الاضحیٰ کے موقع پر وقارِ عمل کا انعقاد عمل میں آیا۔ اسی طرح خدام نے گوشت بھی تقسیم کیا۔ ایک بزرگ کی وفات پر تجہیز و تکفین کے سارے انتظامات خدام نے کئے۔ (مصور احمد ڈنڈوتی)

سعید آباد حیدرآباد: مورخہ 20 نومبر کو صبح 11:15 مسجد الحمد مومن منزل سعید آباد میں مکرم سید مبشر احمد صاحب امیر جماعت حیدرآباد کی زیرصدارت جلسہ سیرت النبی ﷺ منعقد ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم شیخ ابراہیم، مکرم مولوی نوید الفتح، مکرم مولوی بشارت احمد، نے آنحضرت ﷺ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ آخر پر مکرم صدر اجلاس نے خطاب فرمایا اور دُعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ کل حاضری 250 تھی۔

مورخہ 23 اکتوبر کو شام 7:00 بجے محترم عبد اللہ واگس صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی کی ہندوستان آمد پر حیدرآباد میں استقبال کا پروگرام رکھا گیا۔ جس میں کثیر تعداد میں خدام و اطفال نے شرکت کی اور محترم موصوف کی قیمتی نصائح سے مستفید ہوئے۔ مکرم مولوی مصلح الدین سعدی صاحب نے محترم موصوف کا تعارف پیش کیا جس میں موصوف کی جماعتی خدمات اور حضرت امیر المؤمنین سے آپ کی محبت اور جماعت احمدیہ جرمنی کی ترقیات پر روشنی ڈالی۔ اس کے بعد مکرم عبد اللہ واگس صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور ہندستان آمد پر خوشی کا اظہار کیا۔ محترم صوبائی امیر صاحب آندھرا پردیش نے آپ کی خدمات کو سراہا اور دُعا کے ساتھ یہ تقریب استقبالیہ اختتام پذیر ہوگئی۔ (غلام نعیم الدین سیکریٹری اصلاح و ارشاد)

ہریانہ: مورخہ 27 نومبر کو ہریانہ کے شہر نروانہ میں تمام مذاہب عالم کی امن کانفرنس کا انعقاد عمل میں آیا۔ جس میں مرکز قادیان سے مکرم ظہیر احمد صاحب خادم ناظر دعوتِ الی اللہ، مکرم عزیز احمد ناصر صاحب، مکرم مولوی شیخ مجاہد احمد صاحب شاستری ایڈیٹر بدر، اور مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر پرنسپل جامعۃ المبشرین نے شرکت کی۔ جماعتی نمائندگان کی تقاریر کے ساتھ غیر از جماعت نمائندگان نے بھی تقاریر کیں۔ آخر پر صدارتی خطاب ہوا۔ اس کانفرنس کی خبریں مختلف اخبارات میں شائع ہوئیں اور بعض ٹیلی ویژن چینلوں پر بھی نشر ہوئیں۔ (طاہر احمد طارق زونل امیر و مبلغ انچارج ہریانہ)

بلونگی، کرناٹک: مورخہ 20 اکتوبر کو بعد نماز مغرب مکرم صدر صاحب جماعت کی صدارت میں ایک تربیتی جلسہ منعقد ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد دو تقاریر ہوئیں۔ آخر پر صدر اجلاس نے دُعا کرائی اور جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (محمد اکرم معلم سلسلہ)

کرڈاپلی، اُڑیشہ: مجلس اطفال الاحمدیہ کے زیر اہتمام بچوں کی کلاس لگائی گئی۔ جس میں جماعت کے بارے میں سوال پوچھے گئے۔ عید الاضحیٰ کے موقع پر اطفال کی دلچسپ کھیلیں بھی کرائی گئیں۔ (شیخ مبشر)

بنگلور: مورخہ 28 ستمبر کو احمدیہ مسجد میں مکرم امیر صاحب کی ہدایت پر صبح 10:30 بجے تا نماز ظہر وقفِ نو بچوں کا اجلاس منعقد کیا گیا۔ جس میں خاکسار اور مولوی طارق احمد صاحب نے بچوں کا جائزہ لیا اور نصاب کے مطابق ان سے سوالات پوچھے۔ اس پروگرام میں بچوں کے ساتھ والدین بھی شریک تھے آخر پر تواضع کا بھی انتظام کیا گیا۔ (محمد کلیم خان مبلغ انچارج)

چینئی۔ تامل ناڈو: اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ چینئی کے زیر انتظام مورخہ 11 ستمبر بروزِ اتوار دار التبلیغ میں خاکسار کی صدارت میں ایک عید ملن پارٹی منعقد ہوئی جس میں چینئی شہر کے معززین، پریس رپورٹر اور جماعتی افراد نے شرکت کی۔ اس تقریب کا آغاز تلاوت قُرآن پاک سے ہوا۔ بعدہ مکرم منور ابراہیم صاحب سیکریٹری امور عامہ و خارجہ چینئی نے مہمانانِ کرام کا استقبال کیا اور مکرم ایم۔ مزمل مبلغ سلسلہ نے تقریب کی غرض و غایت کے ساتھ جماعت کا تعارف پیش کیا۔ اس تقریب میں ان اہم شخصیات نے شرکت کی۔

1.Mr. Muruganantham, representative human values organisation.

2.Mr. T.S.S Mani, Wig T.V channel programme

incharge.

2. Mr. Thiryveerapandian, Sun T.V settelite channel prog. incharge.

4.Mr. Assai, capital T.V settelite programe incharge.

5. Mr. M. chndraraj M.A.B.L, Madras high court.

تمام معززین نے اپنے خطابات میں جماعت کی تعریف کی اور تعاون کی یقین دہانی کرائی۔ آخر پر خاکسار نے تمام مہمانانِ کرام اور حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور دُعا کے ساتھ یہ تقریب اختتام پذیر ہوئی۔ (ایم بشارت احمد امیر جماعت چینئی)

تعمیر مسجد فنڈ

خدا تعالیٰ کا گھر بنانا جنت میں گھر بنانا ہے۔ اس مقصد کے لئے صدر انجمن احمدیہ ہر سال اپنے بجٹ میں ایک محدود رقم مشروط مختص کرتی ہے۔ مگر پھر بھی وہ رقم جماعتی ضرورت کو پورا نہیں کرتی۔ اب چونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اکناف عالم میں مساجد کی تعمیر کا سلسلہ تیز ہو گیا ہے۔ اس مد کی طرف پہلے سے زیادہ توجہ کی ضرورت ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے 11 نومبر 2005ء کے خطبہ جمعہ میں تعمیر مساجد ممالک بیرون کی یاد دہانی کرواتے ہوئے فرمایا کہ ”ہمارے بچپن میں تحریک جدید میں ایک مد مساجد بیرون کی بھی ہوا کرتی تھی۔ ہر سال جب بچے پاس ہوتے تھے۔ عموماً اس خوشی کے موقعہ پر بچوں کو بڑوں کی طرف سے کوئی رقم ملتی تھی وہ اس میں سے اس مد میں ضرور چندے دیتے تھے“

پھر فرمایا کہ

”اگر ہر سال ذیلی تنظیمیں اس طرف توجہ دیں۔ ان کو کہیں اور جماعتی نظام بھی کہے کہ اس موقع پر وہ اس مد میں اپنے پاس ہونے کی خوشی میں چندہ دیا کریں تو جہاں وہ اللہ تعالیٰ کا گھر بنانے کی خاطر مالی قربانی کی عادت ڈال رہے ہوں گے۔ وہاں اس وجہ سے اللہ تعالیٰ کا فضل سمیٹتے ہوئے اپنا مستقبل بھی سنوار رہے ہوں گے۔ والدین بھی اس بارہ میں اپنے بچوں کی تربیت کریں۔“

خدا تعالیٰ کے فضل سے ہندوستان میں بہت سی جماعتیں از خود بھی مرکز سے منظوری لیکر عطایا جات کے ذریعہ مسجد تعمیر کر رہے ہیں۔ لیکن جس جماعت کے احباب مالی کمزوری کے سبب دقت محسوس کرتے ہیں اور مدد کے خواہاں ہوتے ہیں۔ تو صدر انجمن احمدیہ اپنی مختص رقم میں سے ان کی جزوی یا کلی ضرورت پوری کرنے کی کوشش کرتی ہے۔

نظارت ھذا تمام صاحب حیثیت اور مخیّر احباب سے خصوصاً تحریک کرتی ہے کہ جہاں آپ حضرات مقامی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے رقم خرچ کرتے ہیں۔ وہاں مرکز میں پہلے سے موجود امانت مساجد فنڈ میں حسبِ توفیق رقوم بھجوائیں اسی طرح کوئی خوشی پہنچے، نئی نوکری میسر آئے، نوکری میں ترقی حاصل ہو، نیا مکان بنانے کی توفیق ملے تو ان مواقع پر اس بابرکت مد ”مساجد فنڈ“ میں حسبِ توفیق حصہ ڈال کر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا باعث بنیں۔

(ناظر بیت المال آمد قادیان)

NAVNEET JEWELLERS

Ph.: 01872-220489 (S)
220233, 220847 (R)
CUSTOMER'S SATISFACTION IS OUR MOTTO
FOR EVERY KIND OF GOLD & SILVER ORNAMENTS
(All kinds of rings & "Alaisallah" rings also sold here)
Navneet Seth, Rajiv Seth
Main Bazzar Qadian

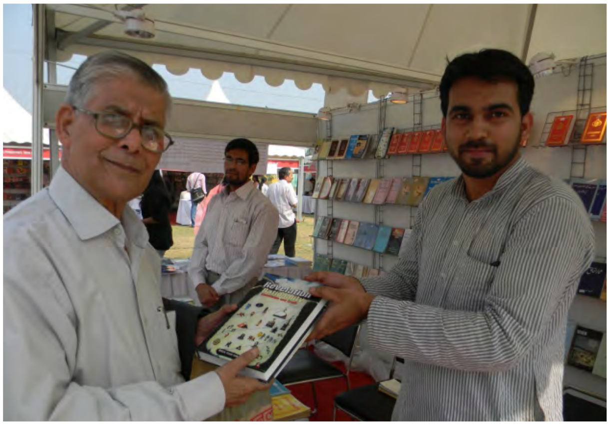

دہلی کے ایک جماعتی بک اسٹال پر ایک خادم بک اسٹال پر آئے ہوئے مہمان کو جماعتی لٹریچر دیتے ہوئے۔

مجلس خدام الاحمدیہ بنگلور کی جانب سے بنگلور بک فیئر پر لگائے گئے بک اسٹال کا ایک منظر

چورو صوبہ راجستھان میں منعقد ایک تربیتی جلسہ کا منظر

مجلس خدام الاحمدیہ کرونا گاپلی کیرلہ کے خدام وقارِ عمل کرتے ہوئے

مجلس اطفال الاحمدیہ کرڈاپلی اوڈیشہ کے اطفال وقارِ عمل میں مصروف

مجلس خدام الاحمدیہ ناصر آباد کشمیر کے بعض خدام وقارِ عمل کے بعد نظر آرہے ہیں

Registered with Registrar of NEWS Papers of India at No.38951/82 Postal Registration No: Pb L/P/ GDP-18/12

Vol : 30
Monthly

December 2011

MISHKAT

Issue No. 12
Qadian

Majlis Khuddamul Ahmadiyya Bharat Qadian

Ph: (91)1872-220139 Fax: 222139 Rs. 20/-

Chairman : Hafiz Makhdoom Sharif
Editor : Ataul Mujeeb Lone Ph : 09815016879
Manager : Rafiq Ahmad Beig Ph : 09878047444

جلسہ سالانہ قادیان 2011ء کی آمد کے پیشِ نظر مورخہ 15 دسمبر 2011ء کو قادیان دارالامان
میں ذیلی تنظیمات کا مثالی وقارِ عمل منعقد ہوا۔ اس وقارِ عمل کے دو مختلف مناظر